اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ
اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔
اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو۔ (النور:۳۶)

ماہنامہ قادیان

مشکوٰۃ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

صفر / ربیع الاول 1425 ہجری قمری شہادت 1383 ہجری شمسی اپریل 2004 عیسوی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

دورۂ مغربی افریقہ

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کی غانا کے صدر جمہوریہ سے ملاقات کے چند مناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

1

ماھنامہ

مشکوٰۃ

جلد23 شہادت1383ہجری شمسی بمطابق اپریل2004ء

شمارہ 4

قوموں کی اصلاح
نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔

(المصلح الموعودؓ)

نگران

محمد نسیم خان

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

زین الدین حامد

نائبین

نصیر احمد عارف

عطاء الٰہی احسن غوری

شاہد احمد بٹ

مینیجر حافظ مخدوم شریف (دفتری امور)
سید فیروز الدین (برائے سرکولیشن)

پرنٹر و پبلشر منیر احمد حافظ آبادی ایم اے

کمپیوٹر کمپوزنگ صمد احمد غوری، شاہد احمد بٹ، تسنیم احمد بٹ

دفتری امور راجا ظفر اللہ خان انسپکٹر مشکوٰۃ

مقام اشاعت دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مطبع فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

ای میل پتہ mishkat_qadian@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن http://www.alislam.org/mishkat

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 120 روپے

بیرون ملک: 30 امریکن $ یا متبادل کرنسی

قیمت فی پرچہ: 10 روپے

ادا ریہ	1
مجھے آپ کی تلاش ہے (نظم)	2
فی رحاب تفسیر القرآن	3
کلام الامام	4
خلافتِ خامسہ کے بارہ میں الہامات	5
عرفان کے موتی	10
خلیج کی جنگ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی امتِ مسلمہ کے لیے دلی تڑپ	16
سیّد محمد شاہ صاحب سیفی کا ذکر خیر	24
اخبارِ مجالس	27
زیتون کا تیل	30
شہد کے فوائد	31
وصایا	32
ایک احمدی سائنسدان کو اعزاز	38

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے۔

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb) By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher

اداریہ

ظاہری پاکیزگی کے بغیر روحانی پاکیزگی کا حصول ممکن نہیں ہے

سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۳؍اپریل ۲۰۰۴ء کے اپنے خطبہ جمعہ میں بعض نہایت ضروری امور کی طرف احباب جماعت کی توجہ مبذول فرمائی ہے۔ بھارت کے جملہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ و جملہ احباب جماعت کی اطلاع اور تعمیل کے لیے مذکور خطبہ کے اہم نکات درج کئے جاتے ہیں۔

۞ - اسلام ایک کامل مذہب ہے جس میں ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کی مکمّل تعلیم ہے۔ جس سے انسان کی شخصیت صحیح رنگ میں تشکیل پاتی ہے۔

۞ - <u>ظاہری صفائی</u>:- جسمانی پاکیزگی کے بغیر باطنی پاکیزگی مکمّل نہیں ہوسکتی۔ حضرت اقدس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ظاہری پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ حقیقی توبہ کے قبول ہونے کے لیے طہارتِ جسمانی شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِینَ و یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِینَ۔

۞ - احمدیوں کو اس لحاظ سے اپنے اپنے معاشرہ میں مابہ الامتیاز قائم کرنا چاہیئے۔ صفائی کا معیار اسقدر ہو کہ ہماری پہچان بن جائے۔ گھروں اور محلّوں کی صفائی اتنی اچھی ہو کہ باہر سے آنے والے خود محسوس کر سکیں کہ اب ہم احمدیہ محلّہ میں آ گئے ہیں۔

۞ - قادیان اور ربوہ کو خصوصیت سے تلقین فرماتے ہوئے ان دونوں مقدّس بستیوں کے حوالہ سے ساری دنیا کے احمدیوں کو یہ نصیحت فرمائی کہ گھروں-محلوں- راستوں کی صفائی کا خاص اہتمام کیا جائے اور جسمانی پاکیزگی کے لوازمات کو بھی پابندی کے ساتھ اپنایا جائے۔

۞ - حضرت اقدس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک سنّت تھی کہ آپ سڑک پر جھاڑیاں، پتھر اور کوئی گندی چیز پڑی ہوئی ہو تو خود اپنے ہاتھ سے اٹھا کر ایک طرف کر دیتے۔ اس سنّت کو بھی از سرِ نو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

۞ - بعض لوگ سڑک پر یا فٹ پاتھ پر تھوک دیتے ہیں۔ یہ مکروہ کام ہے۔ اگر تھوکنا ہی ہے تو ایک کونہ میں جا کر تھوکنا چاہیئے۔

۞ - بعض اپنے آپ کو گندا رکھتے ہیں۔ اس طرح معاشرہ میں وہ بہت بزرگ تصور کئے جاتے ہیں۔ یہ تصور غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہونے والی نعمتوں کا اظہار اس رنگ میں بھی ضروری ہے کہ اپنا رہن سہن لباس وغیرہ نعمتِ الٰہی کا ثبوت بہم پہنچا رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ خود اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنی نعمتوں کا اثر اپنے بندوں پر دیکھے۔

۞ - گھر کی تزئین، آرائش اور صفائی وغیرہ کی طرف دھیان دینے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر عاجزی وانکساری اور غریب پروری پیدا کی جانی ضروری ہے کہ ہمارے گھر کے صوفے اور قالین وغیرہ غریب آدمی کی آمد کے لیے روک نہ بنیں۔

۞ - پانچ باتیں انسانی فطرت میں داخل ہیں۔ چونکہ اسلام دینِ فطرت ہے اس لئے ان پانچ باتوں کو اپنانے کی اسلام نے ہدایت کی ہے۔

ختنہ کرنا- موئے زیرِ ناف دور کرنا- ناخن کاٹنا- بغلوں

کے بال اکھیڑنا۔ مونچھیں تراشنا۔

۞ - مسواک کرنا:- آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا طریقِ مبارک تھا کہ آپ بکثرت مسواک فرماتے جس سے خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور آنکھوں کی روشنی بڑھتی ہے۔ صبح بیدار ہوتے ہی مسواک کیا جانا ضروری ہے۔ جدید سائنسی تحقیق سے یہ ثابت ہے کہ جب انسان صبح اٹھتا ہے تو اس کے منہ میں ۶۰۰ مختلف species کے لا تعداد جراثیم ہوتے ہیں۔

۞ -کھانے سے قبل اور بعد میں ہاتھ دھونا اور کلّی کرنا ضروری ہے۔ اس طرح خلال کرنا بھی ضروری ہے تا کہ کھانے کا کوئی حصہ دانت میں پھنس کر تعفّن کا باعث نہ بنے۔

۞ -کھانے کے لیے دایاں ہاتھ کا استعمال کیا جائے اور گندگی صاف کرنے کے لیے بایاں ہاتھ، مغربی ممالک میں لوگ بالعموم دائیں اور بائیں ہاتھ میں تمیز نہیں کرتے۔

۞ - جماعتی عمارتوں، محلوں اور گھروں کی صفائی کے لیے باقاعدہ منصوبہ بند طریق پر پروگرام مرتّب کیا جانا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں احباب جماعت کو بالخصوص خدام الاحمدیہ کو اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جماعتی عمارتوں میں سب سے اہم مساجد ہیں۔ اس لیے مساجد کی صفائی کے ساتھ ساتھ مساجد کے ماحول کو بھی صاف ستھرا اور خوبصورت بنانے کی طرف توجہ کی جائے اور پھول، پودوں اور شجر کاری کی طرف بھی توجہ دی جائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم اور احادیثِ نبویہؐ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے ہمیں ان پر عمل کرتے ہوئے، ظاہری و باطنی پاکیزگی سے آراستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

مجھے آپ کی تلاش ہے

جہاں نیکیوں کی ہو روشنی مجھے اُس جہاں کی تلاش ہے
اُسی سرزمیں کی ہے جُستجو۔ اُسی آسماں کی تلاش ہے

جسے حق کے بندوں سے پیار ہو جسے حق سے ہی سروکار ہو
جو غریب پر بھی ہو مہرباں۔ اُسی مہرباں کی تلاش ہے

جسے صاف گوئی عزیز ہو۔ جسے نیک و بد کی تمیز ہو
جسے صرف خوف خدا کا ہو مجھے اُس جواں کی تلاش ہے

جو بُرائی پر نہ کرے نظر۔ کہے بات جو بھی ہو پُر اثر
اُسی خوش نظر کی ہے جُستجو۔ اُسی خوش بیاں کی تلاش ہے

جو خلوصِ دل سے بصد ادب۔ کرے اعتراف گناہ کا
جو زباں دراز نہ ہو کبھی۔ اُسی کم زباں کی تلاش ہے

جسے زورِ بازو پہ ناز ہو۔ جو متاعِ ناز و نیاز ہو
وہ جو آندھیوں کو بھی روک دے مجھے اُسی جواں کی تلاش ہے

وہ جو امن وعدل پسند ہے مرا نُورِ دل بھی ہے وہ جسے
کسی تیر ہی کی ہے جُستجو نہ کسی کماں کی تلاش ہے

دلِ دشمنان کو جو کاٹ دے۔ دلِ دوستاں کو جو دے سکوں
مجھے رزم گاہِ حیات میں اُسی اک سناں کی تلاش ہے

جو خُدائے پاک کا نُور ہو۔ جسے زندگی کا شعور ہو
مجھے اُس جواں کی ہے آرزو مجھے اُس جواں کی تلاش ہے

ثاقب زیروی
(از رسالہ خالد نومبر ۱۹۷۱ء)

اپنے آقا حضرت المصلح الموعودؓ کی طرف سے واقفین زندگی کے سلسلہ میں ایک مطالبہ ''مجھے آپ کی تلاش ہے'' پڑھ کر۔ (ثاقب)

سورة الطارق

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۞ وَمَآ اَدۡرٰکَ مَالطَّارِقُ ۞

﴿دوسری قسط﴾

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''اس سورۃ کا پہلی سورۃ سے یہ تعلق ہے کہ پہلی سورۃ میں اور اس سے پہلی سورۃ میں یہ مضمون بیان کیا گیا تھا کہ آنے والا بدر کی صورت میں آئے گا۔جیسا کہ فرمایا وَالۡقَمَرِ اِذَااتَّسَقَ کہ میں تیرھویں کے چاندکو بطور شہادت پیش کرتا ہوں یا فرمایا تھا والسماء ذات البروج والیوم الموعود یعنی بارہ بروج کے بعد ایک تیرھویں موعود کی خبر دی گئی تھی۔ پس پہلی دونوں سورتوں میں آنے والے کے متعلق یہ بیان کیا گیا تھا کہ وہ بدر ہوگا۔ بدر کے لفظ سے شبہ پیدا ہوتا تھا اور وہ یہ کہ وہ بدر یہ بتا تا ہے کہ اس نے سورج کی روشنی کو پورے طور پر دوسروں تک پہنچادیا ہے۔لیکن بدر ایک اور طرف بھی اشارہ کرتا ہے اور وہ یہ کہ سورج لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوگیا ہے پس اگر بدر پر ہی خاتمہ ہے تو دوسرے معنیٰ اس کے یہ ہوں گے کہ نور محمدی براہ راست اپنا پرتو اب دنیا پر نہیں ڈالے گا اور یہ ایک نقص ہے۔نور محمدی اگر براہ راست اپنا پرتو نہیں ڈالے گا تو اس کے معنی درحقیقت یہ بن جاتے ہیں کہ ہم نور محمدی کو تو دیکھیں گے مگر بواسطہ ایک دوسرے وجود کے اسے الگ نہیں دیکھیں گے حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے اصل نبی ہیں اور جو شخص کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوکر آتا ہے وہ آپ کا تابع ہوتا ہے اور کوئی تابع اپنے متبوع کے راستہ میں روک بن کر کھڑا نہیں ہوسکتا۔اگر کوئی ایسا شخص آئے تو وہ خاتم سلسلہ ہی ہوسکتا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے۔انہوں نے نور موسوی کو روکا۔مگر ساتھ ہی اسے ختم کردیا۔لیکن یہاں اللہ تعالیٰ یہ بتاتا ہے کہ ہم جو ایک موعود کی خبر دے رہے ہیں وہ پہلے لوگوں کی طرح نہیں ہوگا۔وہ آخری ہوتے تھے ان معنوں میں کہ سلسلہ ان پر ختم ہوجاتا تھا مگر اسلام میں آنے والا دو نام رکھتا ہے ایک بدر اور ایک طارق۔ بدر اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ سورج غروب ہوگیا۔اب اس کی روشنی بدر کے ذریعہ پھر دنیا تک پہنچ سکتی ہے۔اس کے بغیر نہیں۔لیکن طارق اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ سورج چڑھنے والا ہے۔ پس یہ نہیں ہوگا کہ آنے والا نورِ محمدیؐ کو روک دے گا۔ بلکہ وہ ایک لحاظ سے بدر ہوگا اور ایک لحاظ سے طارق ہوگا۔وہ بدر ہوگا اس لحاظ سے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ نبوت اپنے اندر جذب کرکے دنیا تک پہنچائے گا اور وہ طارق ہوگا ان لوگوں کے لحاظ سے جو اس سے تعلق پیدا کریں گے۔وہ اس سے تعلق پیدا کرنے کے بعد براہِ راست رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرلیں گے۔گویا بدر کے لحاظ سے وہ نورِ نبوت کو لیکر لوگوں تک پہنچائے گا اور طارق کے لحاظ سے لوگوں میں یہ استعداد پیدا کریگا کہ براہِ راست نور محمدی کا اکتساب کریں۔پس بدر اور طارق دو نام ہیں جو آنے والے موعود کے رکھے گئے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ حدیثوں میں بھی آنے والے کے دو نام رکھے گئے ہیں۔ایک مسیح اور ایک مہدی۔اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا ہے کہ میرا مدار مہدی کے نام پر ہے۔

گو ہماری جماعت میں مسیح موعود نام زیادہ مشہور ہے۔درحقیقت بدر قائم مقام ہے عیسیٰ کا اور طارق قائم مقام ہے مہدی کا عیسوی مقام پر کھڑے ہونے والے جس قدر لوگ آئے ہیں وہ صرف آخری ہی نہیں تھے بلکہ مسبوق شرعی نبی کے خاتم بھی تھے۔ ان کے آنے پر وہ سلسلہ ختم ہوگیا اور ایک نیا سلسلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری کیا گیا اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آنے والے کا نام مسیح بھی رکھا اور مہدی بھی رکھا اور امتی بھی رکھا۔ نبی کے لحاظ سے وہ بدر ہے اور امتی کے لحاظ سے وہ طارق ہے۔پس قرآن کریم نے آنے والے کے دو نام رکھے ہیں۔ایک اِتِّسَاقِ قَمَر یایَوۡمِ مَوۡعُود اور ایک طَارِق۔جس میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ پھر نور محمدی کو دنیا میں روشن کرے گا۔گویا وہ اسلام کی ترقی اور نور محمدی کے ظہور کی خبر دینے والا ہوگا۔اس طرح ان سورتوں میں دونوں پیشگوئیوں کو بیان کردیا گیا ہے۔عیسیٰ کی پیشگوئی پہلی دو جگہ بیان ہوئی ہے۔ اور مہدویت کی پیشگوئی اس جگہ بیان ہوئی ہے۔

یہ بات بھی اپنے اندر ایک لطافت رکھتی ہے کہ اس سورۃ کے آخر میں پھر مضمون کو پہلے زمانہ کی طرف پھیر دیا گیا ہے۔جیسے فرمایا ہے فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا گویا آخر میں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مضمون کو پھیر دیا اور جس طرح مضمون کا ابتدا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے کیا گیا تھا اسی طرح مضمون کا خاتمہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر کیا گیا ہے۔(جـــــــاری)

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ ۳۷۵،۳۷۶)

کلام امام

قرآن شریف تقویٰ کی ہی تعلیم دیتا ہے اور یہی اس کی علّت غائی ہے

حضرت اقدس مسیح موعود بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''قرآن شریف تقویٰ کی ہی تعلیم دیتا ہے اور یہی اس کی علّت غائی ہے۔ اگر انسان تقویٰ اختیار نہ کرے تو اس کی نمازیں بھی بے فائدہ اور دوزخ کی کلید ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ اس کی طرف اشارہ کر کے سعدی کہتا ہے ؎

کلید در دوزخ است آں نماز

کہ در چشم مردم گزاری دراز

ریاء الناس کے لئے خواہ کوئی کام بھی کیا جاوے اور اس میں کتنی ہی نیکی ہو وہ بالکل بے سود اور الٹا عذاب کا موجب ہو جاتا ہے۔ احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانہ کے فقراء خدا تعالیٰ کے لئے عبادت کرنا ظاہر کرتے ہیں مگر دراصل وہ خدا کے لئے نہیں کرتے بلکہ مخلوق کے واسطے کرتے ہیں انہوں نے عجیب عجیب حالات ان لوگوں کے لکھے ہیں وہ بیان کرتے ہیں۔ ان کے لباس کے متعلق لکھا ہے کہ اگر وہ سفید کپڑے پہنتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ عزت میں فرق آئے گا اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر میلے رکھیں گے تو عزت میں فرق آئے گا۔ اس لئے امراء میں داخل ہونے کے واسطے یہ تجویز کرتے ہیں کہ اعلیٰ درجہ کے کپڑے پہنیں مگر ان کو رنگ لیتے ہیں ایسا ہی اپنی عبادتوں کو ظاہر کرنے کے لئے عجیب عجیب راہیں اختیار کرتے ہیں مثلاً روزہ کے ظاہر کرنے کے واسطے وہ کسی کے ہاں کھانے کے وقت پہنچتے ہیں اور وہ کھانے کے لئے اصرار کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کھایئے میں نہیں کھاؤں گا مجھے کچھ عذر ہے۔ اس فقرہ کے یہ معنی ہوتے ہیں مجھے روزہ ہے۔ اس طرح پر حالات ان کے لکھے ہیں۔ پس دنیا کی خاطر اور اپنی عزت وشہرت کے لئے کوئی کام کرنا خدا تعالیٰ کی رضامندی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اس زمانہ میں بھی دنیا کی ایسی ہی حالت ہو رہی ہے ہر ایک چیز اپنے اعتدال سے گر گئی ہے عبادات اور صدقات سب کچھ ریاکاری کے واسطے ہو رہے ہیں اعمال صالحہ کی جگہ چند رسوم نے لے لی ہے اس لئے رسوم کے توڑنے سے یہی غرض ہوتی ہے کہ کوئی فعل یا قول قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف اگر ہو تو اسے توڑا جائے۔ جبکہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور ہمارے سب اقوال اور افعال اللہ تعالیٰ کے احکام کے نیچے ہونے ضروری ہیں۔ پھر ہم دنیا کی پرواہ کیوں کریں؟ جو فعل اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو اس کو دور کر دیا جاوے اور چھوڑا جاوے۔ جو حدود الٰہی اور وصایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہوں ان پر عمل کیا جاوے کہ احیائے سنّت اسی کا نام ہے اور جو امور وصایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف نہ ہوں یا اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف نہ ہوں اور نہ ان کی ریاکاری مدنظر ہو بلکہ بطور اظہار شکر اور تحدیث بالنعمۃ ہو تو اس کے لئے کوئی حرج نہیں۔''

(ملفوظات جلد دوئم صفحہ ۳۹۱-۳۹۰ جدید ایڈیشن)

قدرت ثانیہ کے مظہرِ خامس
کے بارہ میں
بعض الہامات کا ایمان افروز تذکرہ

{مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشدؔ ایم.اے. امام مسجد فضل لندن}

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس کی خلافت کے آغاز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ عالمگیر کی روشن تاریخ کا ایک اور مبارک دَور شروع ہو گیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی قائم کردہ جماعت ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کا سایہ ہمیشہ اس کے سر پر رہا ہے۔ جماعت کی سو سال سے زیادہ عرصہ کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس الٰہی جماعت کو کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی بے یارومددگار نہیں چھوڑا بلکہ ہر آن اپنی خاص الخاص تائیدات اور نصرتوں سے نوازا اور ہر مرحلہ پر اپنے بے پایاں لطف واحسان کے سلوک کو جاری وساری رکھا جو خدا تعالیٰ کی قدرت و جبروت کا نشان بھی ہے اور جماعت احمدیہ کی صداقت کا ثبوت بھی۔

ہمارے دل اللہ تعالیٰ کے اس دائمی پیار بھرے سلوک کو دیکھ کر اس یقین سے پُر ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ کے ساتھ یہ پیارا، ایمان افروز اور تائید ونصرت کا سلوک اس دورِ خلافت میں بھی اسی طرح جاری و ساری رہے گا جیسا کہ اس سے پہلے ہمیشہ جاری رہا بلکہ لطف واحسان اور افضال باری تعالیٰ کا یہ سلسلہ پہلے سے بھی بڑھ کر ہوگا کہ ہمارے وہّاب و منّان خدا کے بے پایاں فضلوں کی کوئی انتہا نہیں۔

ویؤتی من یشاء بغیر حساب و یرزق من حیث لا یحتسب

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات وکشوف میں بہت سے واضح اشارے ملتے ہیں۔ ان کا تذکرہ جماعت احمدیہ کے اخبارات ورسائل میں آتا رہا ہے۔ میں بطور نمونہ ان میں سے صرف چند ایک کا قدرے تفصیل سے ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ان پر جو تبصرہ کیا گیا ہے وہ میرا ذاتی تبصرہ ہے اور ضروری نہیں کہ ہر پڑھنے والا بھی لازمی طور پر اس سے اتفاق کرتا ہو۔

ان امور کا ذکر کرنے سے قبل یہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسولوں کو دیئے جانے والے وعدوں اور پیشگوئیوں میں یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ وہ وعدے رسول کی زندگی میں بھی پورے ہوتے ہیں اور بعض صورتوں میں ان کا ظہور اس کے بعد اس شخص کی اولاد در اولاد اور اس کے خلفاء اور متبعین کے ذریعہ بھی ہوتا ہے۔ اس کی متعدد مثالیں انبیاء کی زندگیوں میں اور بالخصوص ہمارے آقا و مولیٰ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں بھی نظر آتی ہیں۔ یہ بات اس لئے بھی اچھی طرح واضح ہو جانی چاہیئے کہ پیشگوئیوں کے دوسرے طریق پر ظہور میں ہرگز کوئی جائے تعجب نہیں اور ایسا ہونا اپنی ذات میں کئی اعتبارات سے ازدیادِ ایمان کا موجب بھی بنتا ہے اور خلفاء کی مسیحائی اور چشمہ رسالت سے فیضیاب ہونے کا ثبوت بھی فراہم کرتا ہے۔

پہلی بات

تذکرہ: مجموعہ الہامات رؤیا وکشوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جنوری ۱۹۰۷ء کی ایک رؤیا ان الفاظ میں درج ہے:-

’’شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ’’وہ بادشاہ آیا‘‘۔ دوسرے نے کہا کہ ’’ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے‘‘۔ فرمایا قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں۔ قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو ردّ کردے۔‘‘

(بحوالہ بدر والحکم، ۱۰رجنوری ۱۹۰۷ء)

الہامات وکشوف کی اصل حقیقت مکمل طور پر تو اپنے وقت پر ہی ظاہر ہوتی ہے لیکن اس رؤیا کا مضمون خلافت خامسہ کے قیام نے بڑی صراحت سے واضح کردیا ہے۔ سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کا خلافت خامسہ کے منصب جلیل پر فائز ہونا دراصل اسی روحانی بادشاہت کا حصول ہے جس کا اشارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک شعر میں اس طرح فرمایا ہے:

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا

مجھ کا کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

اللہ تعالیٰ کے نبی ہمیشہ روحانی بادشاہت کے علمبردار ہوتے ہیں اور ان کے بعد ان کی خلافت کی بھی روحانی اقالیم سے ہی تعلق رکھتی ہے۔ بس یہ وہی روحانی بادشاہت ہے جو خلافت احمدیت کی پانچویں تجلّی کی صورت میں ظاہر ہوئی ہے اور وہ پگڑی جو حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے سر پر دکھائی گئی دی وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے ان کے پوتے حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سر پر رکھ کر ایک ایمان افروز نظارہ دنیا کو دکھایا۔

یاد رہے کہ پگڑی عزّت، شرف، علم اور بزرگی کی ایک علامت ہے اور اسی حوالہ سے یہ خلافت کی روحانی بادشاہت کا ایک نشان بھی ہے ورنہ صرف ظاہری طور پر پگڑی کا پہننا تو کوئی ایسی غیر معمولی یا بطور خاص قابل ذکر بات نہیں۔

اسی رؤیا کا دوسرا حصہ بھی بہت قابل توجہ ہے کہ ایک شخص نے کہا ''وہ بادشاہ آیا'' جبکہ دوسرے نے کہا کہ ''ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے''۔ پہلا فقرہ ماضی کے صیغہ میں ہے جبکہ دوسرا فقرہ مستقبل سے تعلق رکھتا ہے۔ **الحمد للہ!** کہ ہم سب نے پہلے فقرہ کا ظہور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ایک نجیب الطرفین بابرکت وجود کو عالم روحانیت کی بادشاہت کے منصب پر فائز کیا گیا۔ وہ وجود جس کے لیے یہ تاج خلافت مقدر تھا وہ اس شان سے ظاہر ہوا کہ ہر ایک نے محسوس کیا کہ وہ بادشاہ آ گیا۔

دوسرا فقرہ کہ ''ابھی اس نے قاضی بننا ہے'' مستقبل سے تعلق رکھتا ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ کچھ امور ایسے ہیں جو رفتہ رفتہ اپنے وقت مقررہ پر ظاہر ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قاضی کی جو تشریح فرمائی ہے اس میں تائید حق کرنے اور باطل کو رد کرنے کے معانی بیان فرمائے ہیں۔ یہ دونوں معانی بہت ہی پُر معارف اور وسیع مطالب پر مشتمل ہیں جن کا تعلق آیت استخلاف میں بیان کردہ برکاتِ خلافت سے واضح نظر آتا ہے۔ یوں دکھائی دیتا ہے کہ یہ باتیں وہ ہیں جو اس وقت پردہ غیب میں ہیں اور اپنے وقت پر بڑی شان سے جلوہ گر ہوں گی اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہوں گی۔ **انشاء اللہ تعالیٰ**۔ اللہ ہمیں ان باتوں کا پُر شوکت ظہور دیکھنا نصیب کرے۔ آمین

دوسری بات

مندرجہ بالا رؤیا جنوری ۱۹۰۷ء کا تھا اور عجیب اتفاق ہے کہ اسی سال ۱۹۰۷ء کے دسمبر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک الہام ہوتا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

''انّی معک یا مسرور''

کہ اے مسرور! میں تیرے ساتھ ہوں۔ اس الہام الٰہی میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو مسرور کا الہامی نام عطا ہوا اور ساتھ ہی یہ الہام بھی ہوا کہ ''میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ میں تیرے بوجھ اٹھاؤں گا'' یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ ان الہامات کے ساتھ یہ الہام بھی ہوا کہ

''میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں''

اس میں یہ بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا وعدہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات یا آپ کے وجود اور آپ کے زمانہ تک محدود نہیں بلکہ اس تائید و نصرت کا دائرہ بہت وسیع ہے اور اس بشارت میں اور بھی بہت سے پیارے وجود شامل ہوں گے۔ پھر ان الہامات کے ساتھ ایک یہ بھی الہام شامل ہے کہ:

سنریہم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسہم

کہ ہم عنقریب ان کو نشانات دکھلائیں گے گردونواح میں اور خود ان میں۔ ''ان کو'' کے الفاظ میں ایک بار پھر یہ بات دوہرائی گئی ہے کہ نصرت خداوندی کا وعدہ ایک فرد سے نہیں بلکہ افراد سے تعلق ہے اور اسی طرح نشانات کے ظہور کا زمانہ بھی مختلف زمانوں پر محیط ہوگا۔

ان آخری دو الہامات پر یکجا نظر کرنے سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت جس کا پہلے الہام میں ذکر ہے اس کا ثبوت وہ نشانات ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر گردونواح میں اور خود ان لوگوں میں دکھائے گی۔ اس سے یہ بھی پتہ لگا کہ تائید و نصرتِ الٰہی کے ظاہر ہونے والے نشانات آفاقی بھی ہوں گے اور زمینی بھی اور ان کا دائرہ بھی غیر معمولی طور پر وسیع ہوگا۔ ظاہر ہے کہ تائیداتِ سماوی کے ان نشانوں کے ظہور سے دین کو غیر معمولی ترقی اور تمکنت نصیب ہوگی اور وجودوں کے ذریعہ جن کو حدیث میں دجال کے نام سے یاد کیا گیا ہے جب یہ خدائی نشانات ظاہر ہوں گے تو مومنین کے لیے بے حد تسکین اور خوشی کے سامان ہوں گے۔ اسی حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو یہ الہامی نام مسرور عطا ہوا اور خدا تعالیٰ کی تقدیر نے اسی مسیح محمدی

کی نسل اور ذریّت میں سے ایک مقدس فرد کا نام بھی مسرور رکھوا دیا جس نے ایک دن اس روحانی مسرور وجود کا خلیفہ بن کر ان الہامات کا مظہر بننا تھا۔ یہ ایک لطیف اشارہ ہے جو مومنین کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہے۔

تیسری بات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بارہا اس مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ تاریخِ احمدیت کے بہت سے واقعات سو سال کے بعد پھر دوہرائے جاتے رہے ہیں۔ اس تناظر میں ''تذکرہ'' میں ۱۹۰۳ء کی ذیل میں مذکور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کشفی نظارہ بھی بہت قابلِ توجہ ہے جس میں ذکر ہے کہ:

''ایک دفعہ ہم نے عالم کشف میں اسی لڑکے شریف کے متعلق کہا تھا ''اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں''۔

(تذکرہ صفحہ ۴۸۷)

ظاہری الفاظ کے لحاظ سے یہی مفہوم ذہن میں آتا ہے کہ اس کا تعلق حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی ذات سے ہے اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابت اور خلافت کا اشارہ ہے۔ لیکن اہلِ دانش اور اصحابِ معرفت پر یہ امر روشن ہے کہ وعدے کبھی تو موعود شخص کی ذات میں اور کبھی اس کی اولاد یا اتباع اور خلفاء کے وجود میں بھی پورے ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے جب حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت مرزا منصور احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوا تو اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲؍دسمبر ۱۹۹۷ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ:

''میرا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ یہ کشف حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ پر ہرگز نہیں بلکہ ان کے بیٹے حضرت مرزا منصور احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر صادق آتا ہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ واقعات نے اس انداز کو بڑی عمدگی سے ثابت کر دیا ہے کیونکہ حضرت مرزا منصور احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو ۴۵ بار ربوہ میں خلیفہ وقت کی غیر حاضری میں امیر مقامی کے طور پر نیابت کرنے کا شرف حاصل ہوا اور پھر مزید یہ کہ خلافت رابعہ کے دوران تو آپ کو مسلسل ۱۴ سال امیر مقامی رہنے کا غیر معمولی اعزاز حاصل ہوا۔ یہ واقعہ اس سے پہلے کبھی تاریخ احمدیت میں نہیں ہوا۔''

عجیب ایمان افروز بات یہ ہے کہ اس قدر زور سے یہ مضمون بیان کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور پُرمعرفت بات یہ بیان فرمائی یا یوں کہنا بہتر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے آپ کی زبانِ مبارک سے یہ بات نکلوائی جو بعد میں ایک سچی اور ایمان افروز حقیقت بننے والی تھی۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ کے آخر میں فرمایا:

''اب جب کہ میں نے ان کی جگہ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ان کے صاحبزادے مرزا مسرور احمد صاحب کو بنایا ہے تو میرا اس الہام کی طرف بھی دھیان پھرا کہ گویا آپ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ میری جگہ بیٹھ۔''

(بحوالہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل، لندن۔ ۳۰؍جنوری ۱۹۹۸ء)

نیز خطبہ جمعہ کے بالکل آخر میں مزید فرمایا:

''میں ساری جماعت کو حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے لیے دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور بعد میں مرزا مسرور احمد صاحب کے متعلق بھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحیح جانشین بنائے۔ ''تو ہماری جگہ بیٹھ'' کا مضمون پوری طرح ان پر صادق آئے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ خود ان کی حفاظت فرمائے اور ان کی اعانت فرمائے۔''

(بحوالہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل، لندن ۳۰؍جنوری ۱۹۹۸ء)

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر نے یہ الفاظ ایک تصرف خاص سے آپ کی زبانِ مبارک پر جاری فرمائے جن میں یہ واضح اشارہ پایا جاتا ہے کہ ''اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں'' کے حقیقی مضمون کا پورا اطلاق انشاء اللہ اپنے وقت پر حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے ذریعہ ہونے والا ہے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر خاص سے اپنے وقت موعود پر خلافت احمدیہ کی مسند پر جلوہ گر ہوں گے اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابت اور خلافت کے بلند منصب پر فائز ہوں گے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس پیشگوئی کا نہایت ایمان افروز ظہور آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور ہمارے لیے ازدیادِ ایمان کا موجب ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے

ان کا نام لے کر صرف یہی دعا نہیں دی کہ خدا ان کو صحیح جانشین بنائے جن پر ان الفاظ کا مضمون پوری طرح صادق آئے بلکہ آخر میں تو یوں لگتا ہے کہ ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ترجمہ بھی اردو میں بیان کر دیا ہے۔ سبحان اللہ والحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ وہ بعض مواقع پر اپنے پیارے بندوں کی زبان پر ایسی بات جاری فرما دیتا ہے جو اپنے وقت پر ایک عظیم الشان اور ایمان افروز نشان بن کر ظاہر ہوتی ہے۔ دراصل وہ وقت ایک خاص وقت اجابت ہوتا ہے جس میں دعا کے شیریں ثمرات عطا ہوتے ہیں۔ الحمدللہ کہ ایسی مثالیں تاریخ احمدیت میں بڑی کثرت سے ملتی ہیں۔ ایک مثال آپ ابھی مطالعہ کر چکے ہیں۔ دو اور مثالیں اس جگہ عرض کرنا چاہتا ہوں جن کا تعلق خلافت رابعہ اور خلافت خامسہ سے ہے۔

۷رفروری ۱۹۲۱ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت سیّدہ مریم بیگم صاحبہ کے ساتھ مسجد مبارک قادیان میں پڑھا گیا۔ نکاح کا اعلان حضرت مولانا سیّد محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا اور موقعہ کی مناسبت سے ایک نہایت لطیف اور دلکش خطبہ بھی ارشاد فرمایا:

''میں بوڑھا ہوں، میں چلا جاؤں گا مگر میرا ایمان ہے کہ جس طرح پہلے سیّدہ سے خادم دین پیدا ہوئے اسی طرح اس سے بھی خادم دین ہی پیدا ہوں گے۔ یہ مجھے یقین ہے۔ جو لوگ زندہ ہوں گے وہ دیکھیں گے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان ۱۴رفروری ۱۹۲۱ء)

سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ان الفاظ کو کس عظمت اور شان سے پورا فرمایا۔ اس مقدس شادی کے نتیجہ میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جیسا مقدس انسان اور تاریخ ساز وجود پیدا ہوا جس کا رواں رواں خدمتِ دین کے لیے ہر آن وقف تھا۔ ''خادم دین'' کے الفاظ کس عمدگی اور شان سے اس پر صادق آتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ:

خدمت دین کا پیکر تھا وہ ایک بطلِ جلیل
گامزن نت نئی راہوں پہ سدا رہتا تھا

یہ ایک ایسا مضمون ہے کہ جس کی تفصیل میں جانے کا موقع نہیں۔ زمانہ اس پیارے وجود کو ہمیشہ یاد رکھے گا۔ اور تاریخ اس کی شاندار خدمات کو سنہری حروف میں خراج عقیدت پیش کرتی رہے گی۔

اسی نوعیت کی ایک اور ایمان افروز تجلّی کا تعلق خلافت خامسہ سے ہے۔ سیّدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تیسرے بیٹے حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا نکاح ۱۵رنومبر ۱۹۰۶ء (بمطابق ۲۷ررمضان المبارک ۱۳۲۴ ہجری قمری۔ یعنی اس وقت سے پورے ایک سو سال قبل) بعد نماز عصر قادیان کے نئے مہمان خانہ کے اوپر دارالبرکات کے صحن میں ہوا۔ اس تقریب میں مسیحائے زماں سیّدنا حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قادیان میں موجود صحابہ کرام کثیر تعداد میں شامل تھے۔ نکاح کا اعلان حضرت حکیم الوقت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے کیا اور اس موقعہ کی مناسبت سے ایک لطیف اور پُر معارف خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ میں آپ نے فرمایا:

''ہماری خوش قسمتی ہے کہ خدا نے ہمارے امام کو بھی آدم کہا ہے اور بثّ منھا رجالاً کثیراً و نساء کی آیت ظاہر کرتی ہے کہ اس آدم کی اولاد بھی دنیا میں اسی طرح پھیلنے والی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ بڑے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے تعلقات اس آدم کے ساتھ پیدا ہوں کیونکہ اس کی اولاد میں اس قسم کے رجال اور نساء پیدا ہونے والے ہیں جو خدا تعالیٰ کے حضور میں خاص طور پر منتخب ہو کر اس کے مکالمات سے مشرف ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ۔''

(الحکم جلد ۱۰، نمبر ۴۶، نیز خطبات نور صفحہ ۲۴۰)

یہ الفاظ اور انداز بیان ایسا ہے جو صاف بتا رہا ہے کہ یہ بات آپ کے دل میں ڈالی گئی اور آپ نے بھی ایک خاص جذبہ عشق کے ساتھ یقین بھرے دل سے اس کا ذکر فرما دیا جبکہ سیّدنا حضرت امام الزماں، مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بنفس نفیس اس مجلس میں رونق افروز تھے۔ اس طرح گویا اس بات کو تقریری حدیث کے انداز میں مسیح پاک علیہ السلام کی تائید اور تصدیق بھی حاصل ہوئی اور آپ کی دعائے مستجاب بھی اس کے ساتھ شامل ہوگئی۔ یہ بات صرف زبانی ہی نہیں ہوئی بلکہ چند دنوں بعد جماعت کے اخبارات میں شائع بھی ہوگئی۔

شاید کسی کو یہ خیال گزرے کہ یہ بات تو ایک عمومی رنگ رکھتی ہے اور اس کا اطلاق مسیح موعود علیہ السلام کے کسی فرزند کی اولاد در اولاد پر بھی

ہوسکتا ہے۔اس سے ہرگز انکار نہیں کہ برکت کا یہ دائرہ ساری اولاد پر محیط سمجھا جاسکتا ہے اور اس میں کوئی امر مانع نہیں اور الحمدللہ کہ برکتوں کا یہ سایہ سارے خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کو (ایک عمومی رنگ میں) اپنے دامن میں لیے ہوئے ہیں۔ اور کون ہے جو خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کی حد بست کر سکے یا اسے محدود قرار دے سکے۔لیکن یہ بات ضرور قابل غور ہے کہ یہ بات کسی اور موقع پر یا کسی اور بیٹے کے نکاح پر نہیں کہی گئی بلکہ ایک خاص موقعہ پر جو حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح کا موقعہ تھا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام بھی تشریف فرما تھے،اس موقع پر اس کا ذکر ہوا اور بڑی صراحت اور قطعیت کے ساتھ ذکر ہوا۔ یہ امر صاف ظاہر کرتا ہے کہ جن مقدس وجودوں کا ذکر ہو رہا ہے ان میں سے کچھ ضرور اسی نکاح کے نتیجہ میں جاری ہونے والی نسلوں میں سے ہوں گے۔اگر کوئی اس ذکر کو محض اتفاق کا نتیجہ قرار دے تو میں یہ کہوں گا کہ یہ حسن اتفاق بھی اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر اور اسکے تصرف خاص کے تابع نظر آتا ہے!

اس ارشاد کے یہ الفاظ بہت ہی معنی خیز ہیں کہ ’’ خدا تعالیٰ کے حضور میں خاص طور پر منتخب ہو کر اس کے مکالمات سے مشرف ہوں گے‘‘ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ انتخاب کوئی معمولی انتخاب نہیں ہوگا بلکہ کوئی ایسا انتخاب ہے جو غیر معمولی نوعیت اور عظمت کا حامل ہے اور جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سے مکالمات کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ لاریب یہ الفاظ بہت واضح طور پر انتخاب خلافت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ ہم نے اس آسمانی بشارت کو اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے دیکھ لیا ہے۔حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو خدا تعالیٰ نے اپنے حضور خاص طور پر منتخب فرما کر خلافتِ خامسہ کی خلعت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ خلافتِ اسلامیہ احمدیہ کا پانچواں دور بہت بہت مبارک کرے۔غیر معمولی برکات اور ترقیات عطا فرمائے۔اور ہم سب کو پوری وفا اور جانثاری سے خدمتِ دین کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی مجالس سوال و جواب سے منتخب

عرفان کے موتی

سوال: آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح کے لیے جو نبی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اُس کا اشارہ؟

جواب: (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) حضرت مسیح کے بارہ میں اگر نبی اللہ حدیث میں استعمال ہوا ہے، دراصل وہ اُس منصب کے اظہار کے لئے جو حضورؐ کی بعثت سے قبل آپ کو حاصل تھا، یہ بات درست نہیں۔ چونکہ حضورؐ نے مسیح ابن مریم (نازل ہونے والے) کے متعلق صرف یہ نہیں فرمایا کہ وہ نبی اللہ تھا یا ہے، فرمایا وہ نبی اللہ یوں کرے گا اور پھر نبی اللہ یہ کرے گا اور پھر نبی اللہ یہ وہ کرے گا۔ اُس کے ساتھ جاری فعل قرار دیا اور ہر فعل کے ساتھ نبی اللہ کا ارشاد فرمایا، اِس لئے تمام علماء کو مسلّم ہے کہ مسیح نبی اللہ ضرور ہوگا۔ یہ تو کوئی عالم دنیا کا مانتا ہی نہیں کہ مسیح بغیر نبی اللہ کے آئے گا۔ یہ بحث ہی بے کار ہے، پہلے اپنے علماء سے پوچھ کر تو دیکھ لیں کہ وہ کیا مطلب لیتے ہیں۔ جس 'مسلم' کی حدیث کا میں نے حوالہ دیا ہے اُس میں مستقبل کے منصب کا ذکر ہے نہ کہ ماضی کے کسی منصب کا ذکر۔

سوال: مسیح کے نزول اور رفع الی اللہ کی تشریح

جواب: (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) ایک دلیل اُنہوں نے یہ قائم فرمائی ہے کہ نَزَلَ یَنْزِلُ کے عربی معنی بلندی سے پستی کی طرف اُترنا ہے، نزولِ مسیح کی جو حدیث ہے اِس میں صاف واضح ہے کہ وہ مجسّم آسمان سے اُترے گا۔

میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ نے نَـزَلَ کے لفظ پر غور ہی نہیں فرمایا، قرآنِ کریم میں نزول کا جو لفظ ہے اُس پر آپ غور کریں تو عقلیں دنگ رہ جائیں گی آپ کی کیوں اس غلط خیال میں مبتلا رہے۔ مثلاً قرآن کریم فرماتا ہے 'ہم نے لوہے کو نازل فرمایا' لوہا ایک جنس ہے جو زمین سے نکلتی ہے اور قرآن کریم کیا فرماتا ہے 'وَاَنـزَلْـنَـا الْـحَـدِیْدَ بَـأْسٌ شَدِیْدٌ وَ مَـنَـافِعُ لِلنَّاسِ (سورۃ الحدید، آیت ۲۵) ہم نے لوہے کو نازل فرمایا، تعجب کی بات ہے کہ کیا نعوذ باللہ من ذٰلک اللہ تعالیٰ کو عربی نہیں آتی تھی کہ جسم سمیت نہیں اُتارا، زمین سے نکالا کہ ہم نے نازل فرمایا، پھر قرآن کریم فرماتا ہے وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِنَ الْاَنْعَامِ ثَمَانِیَةَ اَزْوَاجٍ (سورۃ الزمر، آیت ۶) کہ ہم نے دودھ دینے والے جانور یعنی اَنعام کو نازل فرمایا، اب کبھی کسی نے گائے بھینسیں بھی بارش کی طرح اُترتی دیکھی ہیں یا بکریاں نازل ہوتی دیکھی ہیں؟ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے 'نازل فرمایا'، ضرور سچ فرمایا۔ پھر بات آگے بڑھتی ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے 'قَدْ اَنْـزَلَ اللّٰهُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا ۝ رَّسُوْلاً' (سورۃ الطلاق، آیت ۱۰) 'ہم نے محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نازل فرمایا، تو اِن باتوں پر آپ غور کریں تو آپ کو حیرت انگیز مطالب ہاتھ آجائیں گے۔ بجائے اِس کے کہ جسمانی نزول پر حضرت عیسیٰؑ کو اُتارنے کی خاطر زور دیتے رہیں، اگر آپ یہ باتیں کریں گے تو قرآنی مطالب کو ہاتھ سے کھو دیں گے۔

اب میں آپ کو بتاتا ہوں تب آپ کو سمجھ آئے گی کہ قرآن کتنی عظیم الشان کتاب ہے اور کتنی حکمت کے الفاظ استعمال کرتی ہے! تمام اجناس جو metals کہلاتی ہیں، اُن میں سب سے زیادہ فائدہ بنی نوع انسان کا لوہے کے ساتھ وابستہ تھا، کوئی دُنیا کا ذی ہوش اِس سے انکار نہیں کرسکتا۔ Metals میں سب سے زیادہ فائدہ اگر بنی نوع انسان کو کسی چیز نے پہنچایا ہے تو وہ لوہا تھا۔ اور خدا تعالیٰ لوہے کے متعلق نزول کا لفظ استعمال کرکے یہ بتانا چاہتا ہے کہ یہ جنس ہم نے تمہارے فائدے کے لیے اُتاری اور اِس قسم کی چیزوں میں سب سے زیادہ فائدہ مند یہ چیز ہے۔ جانوروں میں سے سب سے زیادہ فائدہ بنی نوع انسان کو اَنعام سے پہنچا، یعنی دودھ دینے والے جانور چوپائے، جن کا گوشت بھی کھاتے ہیں، جن کے دودھ سے بھی فائدہ اُٹھاتے ہیں، وہ ہل بھی چلاتے ہیں آپ کے لیے اور رزق کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا 'ہم نے انعام کو نازل کیا'۔ اور تمام دنیا کے رسولوں میں سب سے زیادہ فائدہ بلاشبہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بنی نوع انسان کو پہنچا۔

اِس لیے قرآن کریم نے کسی اور رسول کے لیے نزول کا لفظ استعمال نہیں فرمایا، صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے نزول کا لفظ استعمال فرمایا، اور آپ جانتے ہیں کہ جسمانی طور پر حضورؐ نازل نہیں ہوئے۔ اِس لیے حکمتِ قرآن کو چھوڑ کر جب آپ ظاہر پر پڑیں گے تو چھوٹی سی بحث تو ہم سے کرلیں گے مگر قرآنی مطالب سے آپ عاری ہوجائیں گے۔ قرآن کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اِس کے مطالب پر غور کریں، اللہ تعالیٰ آپ کی روحانی ترقی کے سامان پیدا فرمائے گا۔

پس نزول کا محاورہ قرآن نے نبیوں میں سے صرف حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال فرمایا، حضور اکرمؐ نے مسیح ابن مریم کے لیے یہی لفظ استعمال فرمایا، اِس طرف اشارہ کرنے کے لیے کہ تمہارے لیے وہ عظیم الشان فوائد کا موجب بنے گا اور خدا اُس کے ذریعہ سے اُمّتِ محمدیہ کے لیے منفعت کا سامان کرے گا۔

(سائل نے اپنے سوال میں کہا تھا کہ اِس میں رحمِ مادر سے پیدائش کا مفہوم پیدا ہو ہی نہیں سکتا، تو حضور نے جواب دیا کہ) قرآن نے پیدا کردیا یہ مفہوم تو ہم کیا کرسکتے ہیں! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اگر نزول کا لفظ نہ ہوتا تو آپ کہہ سکتے تھے کہ رحمِ مادر سے پیدا ہونے کا مفہوم ہی نہیں ہے، اب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ رحمِ مادر سے پیدا ہونے کا مفہوم اِس میں پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔

رہا جسم سمیت نزول کا سوال تو پہلے جسم سمیت کوئی چیز چڑھ کر تو دکھائے، پھر نزول کا سوال پیدا ہوگا۔ ہم تو قرآنِ کریم سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ قرآن کریم نے یہ دعویٰ ہی کہیں نہیں کیا کہ حضرت مسیح کو ہم نے جسم سمیت اُٹھالیا، آپ میں سے بہتوں کو 'بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ' کی آیت یاد آرہی ہوگی اِس وقت، میں ابھی آپ کو بتاتا ہوں کہ 'بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ' کا ترجمہ 'جسم سمیت اُٹھانے' کا کرنے کی کسی پہلو سے بھی انسان کو اجازت نہیں ملتی۔

اگر آپ اِس معنی سمجھنا چاہتے ہیں، جیسا کہ میں قرآن سے ثابت کرتا ہوں کہ مثالیں دے کر تو اصل متّقی کا کام ہے کہ قرآن کریم کی طرف رجوع کرے اور وہاں سے معلوم کرے کہ یہ لفظ کن معنوں میں قرآن کریم استعمال فرماتا ہے، جب قرآن کی سند مل جائے تو ہر دوسری لغت کی سند اُس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

رَفَعَ کا لفظ، جب اللہ فاعل ہو اور بندے کے لیے استعمال ہو، قرآنِ کریم میں، تو درجات کی بلندی کے معنوں میں آتا ہے، اُس کا منصب بلند کیا، اُس کو قُربِ الٰہی عطا کیا، اُس کو قریب کیا۔

مثلاً قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بلعم باعور کا ذکر کرتے ہوئے 'وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ' مفسّرین کہتے ہیں کہ یہ بلعم باعور کے متعلق تھا۔ جس کے متعلق بھی تھا، لفظ رفع کی بحث واضح ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اُس بدقسمت شخص کا، جو بھی اُس کا نام تھا، رفع کرنے کی کوشش کی بلکہ یہ فرماتا ہے کہ 'ہم کرسکتے تھے اگر ہم چاہتے تو اُس کا رفع فرمادیتے' لیکن وہ بدقسمت زمین کی طرف جُھک گیا اور زمین کا کیڑا بن گیا۔ قرآن کریم کے تمام تراجم، دنیا کی جس زبان میں بھی ہوں، اُٹھا کر دیکھ لیجئے، کسی ایک جگہ بھی رفع کا ترجمہ یہ نہیں لکھا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ یہ فرمانا چاہتا ہے کہ ہم نے اُس کا جسم سمیت اُٹھانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ ضد کرکے، اپنے بازو چھڑوا کے زمین میں گُھس گیا۔ یہ ترجمہ ہے ہی تمسخر قرآن کریم سے۔ ہر جگہ علماء یہ ترجمہ آپ کو بتاتے ہیں کہ رفع کا مطلب ہے 'اللہ تعالیٰ نے اُس کے درجات بلند کرنے تھے' اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو درجات بلند فرما سکتا تھا'۔ اُس کو جو طاقتیں عطا فرمائی تھیں، اُن کے ذریعے اُس کو درجات کی بلندی حاصل ہوسکتی تھی، لیکن وہ بدبخت تھا، دنیا کا کیڑا بننا پسند کرگیا، اِس لیے خدا نے اُس کو چھوڑ دیا۔

احادیث نبویہ میں بھی بعینہٖ اِسی مضمون میں رفع کا لفظ استعمال ہوا، اور جسم سمیت کے معنوں میں ایک جگہ بھی نہیں استعمال ہوا، یہ عجیب بات ہے۔ کوئی ایک مثال نکال کر دکھائیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اللہ نے رفع کیا ہے اور مراد جسم سمیت اُٹھانے کی ہو۔ چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں 'اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ' یعنی جب خدا کا بندہ اُس کے حضور جُھکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کا رفع فرمادیتا ہے، کہاں تک؟ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ' ساتویں آسمان تک۔ مکانی رفع نظر آرہا ہے دیکھنے میں، ساتویں آسمان پر اُس کو اُٹھا کرلے جاتا ہے۔ دو روایتیں ہیں اِس حدیث کی، دوسری روایت میں ہے کہ 'بِسِلْسِلَةٍ' یعنی زنجیر کے ساتھ اُٹھاتا ہے۔ اب جسمانی رفع کے جتنے بھی مواقع ممکن ہوسکتے ہیں اصل میں سارے اِس حدیث میں موجود ہیں لیکن تمام دنیا کے علماء میں سے ایک

بھی اِس کا یہ ترجمہ نہیں کرتا، کیونکہ ہو ہی نہیں سکتا کہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جو جھکے اُسے وہیں سے پکڑ کے، اُٹھا کے، زنجیر پھینک کے، لپیٹ لپاٹ کے آسمان پہ لے جاتا ہے، کیوں نہیں...... کیونکہ حضور اکرمؐ نے اِس مضمون کو اور بھی کھول دیا ہے۔ دو سجدوں کے درمیان ہمیں دعا سکھائی، 'وَارْفَعْنِیْ' کہ اے خدا میرا رفع فرما، کیوں؟ اِس لیے کہ یاد فرمایا وہ وعدہ اللہ کو کہ تو نے اپنے رسول کی زبان سے یہ وعدہ جاری فرمایا تھا کہ بندہ تواضع کرے تو میں رفع کر لیتا ہوں، ہم تو گر گئے تیرے حضور، ناک رگڑ دی، پیشانی رگڑ دی، اِس سے زیادہ ذلّت اور کیا ہوتی ہے کسی کے سامنے، اب اپنا وعدہ پورا فرما، یہ وعدہ یاد دلا کے پھر انسان دوسرا سجدہ کرتا ہے۔ جسمانی رفع کا وعدہ یاد دلاتا ہے؟ ہرگز نہیں! روحانی رفع کا، قُربِ الٰہی کا۔

اور جہاں تک اِس آیت کا تعلق ہے 'بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ' اُس میں اہلِ نظر اور اہلِ بصیرت کیلئے ایک یہ قابلِ غور بات بھی ہے کہ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ 'بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَی السَّمَاءِ' بلکہ اللہ نے مسیح کو آسمان پر اُٹھا لیا، بلکہ یہ فرمایا 'بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ' بلکہ اللہ نے مسیح کو اپنی طرف اُٹھا لیا، اب جسمانی حرکت طرف کے تعیّن کے بغیر ممکن ہی نہیں، جب تک آپ یہ نہیں بتا سکتے کہ اُس وقت خدا کس طرف تھا، اُس وقت تک مسیح کا جسم حرکت کر ہی نہیں سکتا اور اگر کرے گا تو یہ اعلان کرتا ہوا کرے گا کہ اِس طرف تو ہے خدا، اُس طرف نہیں ہے، ورنہ ترجیح بلا مرجّح لازم آئے گی۔ آپ میری طرف آ سکتے ہیں کیونکہ آپ کو میری طرف کا پتہ ہے، لیکن میری طرف ہے بھی کوئی، کیونکہ میں محدود انسان ہوں، لامحدود کی طرف کوئی نہیں ہوا کرتی، لیکن اگر اندھیرا ہو اور میری طرف ہونے کا باوجود آپ کو علم نہ ہو تو میری آواز پر آپ نہیں سمجھ سکیں گے کہ میں کہاں جاؤں، بچے بعض دفعہ رات کو بولتے ہیں، مائیں جانا چاہتی ہی، وہ پھر بُلواتی ہیں کہ بولو ہم پتہ تو کریں کہ ہو تُم کہاں؟ اُس کے بغیر حرکت کر ہی نہیں سکتی۔ تو جس خدا کی طرف ہی کوئی نہیں، اُس کی طرف مسیح کا جسم گیا کیوں؟ واضح بات ہے کہ وہاں ذکر تھا لعنتی موت اور لعنتی پیدائش کا اور اللہ تعالیٰ نے اُس کی تردید فرمادی، کہ یہود کے ہاتھوں وہ نہیں مارا گیا اور نہ اُس کی ماں گندی تھی، اُس کی پیدائش بھی لعنتی نہیں تھی اور موت بھی لعنتی نہیں تھی۔ جو یہود کا دعویٰ تھا۔

اِسی مضمون کو دوسری جگہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ سَلَامٌ عَلَیَّ یَوْمَ وَلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ' یعنی یہود کے دعویٰ کی نفی فرما رہا ہے، کہ تم کہتے ہو میری پیدائش بھی لعنتی، میری موت بھی لعنتی، اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ یہ کہو کہ جس دن میں پیدا ہوا وہ بھی سلامتی کا دن تھا اور جس دن میں مروں گا وہ بھی سلامتی کا دن ہوگا۔ اِسی مضمون میں رفع انکار کر رہا ہے یہود کے دعویٰ کا کہ تُم تو اُس کو لعنتی یعنی خدا سے دُور بناتے تھے اور بعینہٖ یہی عقیدہ ہے یہود کا اور نصاریٰ کا بھی کہ وہ ہماری خاطر تین دن کے لیے لعنتی ہوگیا، یعنی خدا سے دور ہوگیا، دُور کا اُلٹ کیا ہوتا ہے 'قُربِ الٰہی'۔ 'بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ' نے یہ مضمون کھول دیا کہ تُم تو کہتے ہو کہ وہ صلیب پر چڑھ کر ملعون ہوگیا اور خدا سے دُور چلا گیا، لیکن وہ بندہ جس نے ہماری خاطر بہت دُکھ اُٹھائے تمہارے ہاتھوں، وہ ہمارے اور بھی قریب ہوگیا اور ہمیں پہلے سے بھی بڑھ کر پیارا ہوگیا۔ یہ مضمون ہے 'بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ' کا نہ کہ جسمانی طور پر اُٹھائے جانے کا ذکر ہے کہیں۔

سوال: حدیثوں میں جس مسیح اور مہدی کا ذکر ہے اِس کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت مرزا صاحب ہی اُس کے مصداق ہیں؟

جواب: (حضورؒ نے فرمایا) یہ ایک بڑی معقول بات ہے کہ چلو ہم مان لیں کہ مہدی اور مسیح ایک ہوں گے، پُرانا مسیح فوت ہوگیا، سب کُچھ مان بھی لیا جائے، یہ کیا ثبوت ہوا اس بات کا کہ یہ وہی شخص ہے؟

ایک ایسا پہلو ہے اِس ثبوت کا جو میں بڑی تفصیل سے کل بیان کر چکا ہوں یعنی مسیحیت کے لحاظ سے یہ ثابت کیا گیا کہ یہ وہی شخص ہے جو حدیثوں کی تفصیل کے مطابق مسیح کہلانا چاہیئے تھا۔ یہ چونکہ بہت لمبا مضمون ہے اِس لئے میں آپ سے یہ درخواست کروں گا، سوال کرنے والے سے، کہ جماعت احمدیہ لاہور سے اِس موضوع کے اوپر جو خطاب تھا اُس کو وہ سُن لیں، اُس میں سارا جواب آگیا ہے۔

جہاں تک مہدویّت کے حصے کا تعلق ہے وہ مَیں اب بیان کر دیتا ہوں:

امام مہدی کے لیے جو پیشگوئی کی گئی ہے اُس کے ساتھ مختلف علامتیں بیان کی گئیں اور احادیث میں اس موضوع پر بہت سے اختلافات بھی ہیں، کسی امام مہدی کے دعویدار نے کہا کہ میں ہوں چونکہ مجھ پر یہ حدیث پوری ہوگئی، کسی نے کہا میں ہوں مجھ پر وہ حدیث پوری ہوگئی، جس طرح اِس صدی کے آخر میں مکّہ میں بھی ایک دعویدار ہوا اور اُس نے بھی ایک

حدیث پر بناء ڈالی تھی کہ وہ آئے گا، وہ ہتھیار بند لوگوں کے ساتھ ہوگا، وہ حجرِ اسود کو بوسہ دے گا پھر خانہ کعبہ پر قابض ہو جائے گا اور وہ امام مہدی ہوگا، تو اُس نے بھی اِس پر بناء ڈالی۔ ان ساری احادیث کے جھگڑوں سے نکالنے والی ایک ایسی حدیث ہے جس کا تعلق انسانی طاقتوں سے بالا ہے اور کوئی دنیا کی طاقت نہ ویسی حدیث بنا سکتی ہے، نہ اُس حدیث کو کسی جھوٹ کے حق میں پورا کر سکتی ہے۔ وہ کون سی حدیث ہے؟ وہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ”اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ فِيْ اَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَ تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ“ کہ ہمارے مہدی کے لیے دو ایسے نشان ہیں کہ جب سے دنیا بنی ہے وہ کسی کی صداقت کے نشان کے طور پر ظاہر نہیں ہوئے۔ یہ ہے اعلان حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا، نشان کیا ہیں: چاند کو گرہن لگے گا پہلی تاریخ کو اور سورج کو گرہن لگے گا درمیانی تاریخ کو اور یہ واقعہ بارہ مہینے میں سے ایک ہی مہینے میں ہوگا اور اُس ایک مہینے کا نام رمضان شریف ہوگا، یہ نہیں کہ کسی بھی ایک مہینے میں ہو جائے۔ اب چاند اور سورج کو گرہن تو لگتے ہی رہتے ہیں لیکن چاند کے گرہن کی بھی تین تاریخیں ہیں اور سورج کے گرہن کی بھی تین تاریخیں ہیں، چاند کو کبھی اوّل تاریخ کو لگ گیا، کبھی دوسری کو، کبھی تیسری کو، سورج کو بھی اِس طرح لگتا رہتا ہے۔ اوّل تو یہ اتفاق شاذ ہوتا ہے کہ ایک ہی مہینے میں دونوں کو لگے پھر یہ اتفاق کہ اِس تاریخ کو چاند کو اور اُس تاریخ کو سورج کو اور وہ اُس مہینے میں لگے، یہ اور بھی زیادہ بعید ہو گیا اور پھر یہ اتفاق کہ اُس مہینے کا نام بھی رمضان شریف ہو۔ یہ جو Permutation اور Combination کا اُصول جانتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ billions میں ایک chance بھی نہیں بنتا یہ اور امام مہدی کا دعویدار بھی موجود ہو، یہ ایک اور شرط۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جب امام مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا تو علماء یہ مطالبہ کرتے تھے کہ تم مہدی ہو گے سچے لیکن یہ نشان تو دکھاؤ، خدا تعالیٰ کے رسول نے ایک ایسی نشانی بتائی ہے جس کا آسمانوں سے تعلق ہے، اگر آسمانوں کا خدا تمہارے ساتھ ہے تو یہ آسمان کی نشانی پوری ہونی چاہیے، اِس بحث میں ۱۸۹۴ء کی تاریخ خاص طور پر آپ کو پیشِ نظر رکھنی چاہیئے ...... ۱۸۸۹ء میں جماعت کی بنیاد ڈال دی گئی تھی، ۱۸۸۲ میں دعویٰ ماموریت آپؑ نے فرمادیا تھا، تو جماعت احمدیہ کے قیام کے پانچ سال کے بعد ۱۸۹۴ میں رمضان شریف کے مہینے میں چاند کو تیرھویں کو گرہن لگ گیا اور سورج کو اٹھائیسویں کو گرہن لگ گیا۔ چاند گرہن کی راتوں کی تاریخیں مسلّمہ ہیں، تیرہ، چودہ اور پندرہ، سورج کی گرہن کے دن مسلمہ ہیں ستائیس، اٹھائیس اور اُنتیس ۔ چاند کے گرہن کی پہلی رات کونسی بنتی ہے؟ تیرہ- اور سورج گرہن کا درمیانی دن کون سا بنتا ہے؟ اٹھائیس- مہینہ ایک تھا اور اُس کا نام رمضان تھا۔ جب یہ واقعہ ہوا تو اُس کے Impact میں پنجاب میں بہت سی جماعتیں قائم ہوئیں کیونکہ موقعے کے گواہ موجود تھے اُن میں سے بہتوں کو خدا تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی، لیکن یہ واقعہ بھی ساتھ گزرا ہے جو لاہور کے اخباروں میں چھپا کہ ایک صاحب جو ٹُنڈے تھے وہ چھاتی پیٹ رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے پنجابی میں کہ

”ربّا تُوں کی مُصیبت پا دِتّی، ھُن دُنیا مِرزے نُوں مَن جائے گی، ایہہ کی قیامت کَر دِتّی۔“

یہ نشان اِس شان سے پورا ہوا ہے۔ علماء کیوں نہ مانے؟ اُن کو کیوں نظر نہ آیا؟ اِس کی تو وجوہات بہت سی ہیں، انسان بیان ہی نہیں کر سکتا ساری، قرآن شریف سے پتہ چلتا ہے کہ وقت کے علماء ہمیشہ وقت کے ائمہ کی مخالفت کرتے ہیں، ایک مقدر ہے بات۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر بھی کوئی نشان لے کر آیا ہے دنیا میں! کوئی نہیں لایا، لیکن اُس وقت کے چوٹی کے عالم جو ابوالحکم کہلاتے تھے، ابو جہل کا پہلا نام تھا ابوالحکم، اتنا حکیمانہ باتیں کرنے والا تھا، وہ ایسا مخالفت میں آگے بڑھا کہ اُس کا نام ابو جہل پڑ گیا، جہالت کا باپ، تو یہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کیوں کسی کو توفیق ملتی ہے کیوں نہیں ملتی، اِس کا تو انسان کے اختیار میں ہی نہیں ہے کہ تفصیل سے بحث کر سکے، لیکن کوئی عذر تو بہر حال پیش کئے جاتے ہیں، وہ عذر کیا ہیں میں آپ کو بتا دیتا ہوں تا کہ یہ نہ ہو کہ کل وہ آپ کو عذر بتائیں کہ تو آپ یہ کہیں کہ او ہو یہ بات تو اُس نے بتائی ہی نہیں تھی ہمیں۔ عذر وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ پہلی تاریخ سے مہینے کی پہلی تاریخ مراد تھی یعنی چاند گرہن کی پہلی نہیں بلکہ رمضان شریف کی پہلی اور سورج گرہن کی درمیانی سے مراد پندرہویں تاریخ مہینے کی اگر اُنتیس کا مہینہ ہو، اگر تیس کا ہو تو درمیانی دن بنتا ہی کوئی نہیں، پندرہ دن اِدھر پندرہ دِن اُدھر،

تو وہ کہتے ہیں کہ یہ بھی لگ گیا کہ اُنتیس کا مہینہ ہوگا کیونکہ درمیانی دن کا ذکر ہے، اِس لیے ہم تو یہ مانیں گے جب یہ تم دکھاؤ گے۔

ہم علماء سے یہ کہتے ہیں کہ کہ دیکھو خدا تعالیٰ سے یہ سلوک تو نہ کرو کہ اُس کی واضح تقدیر کو جو قرآن کریم میں بیان ہوگئی ہے اُس کی بدلانے کی کوشش کرو۔ قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ چاند اور سورج ایک دوسرے کے اوپر رفتار gain کر ہی نہیں سکتے اور نہ loose کر سکتے ہیں اور دن اور رات کے آنے جانے میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی، اجازت نہیں ہے خدا کی طرف سے اِن سیّاروں کو آگے پیچھے ہونے کی۔ اِس واضح اعلان کا کرشمہ ہم آج کے سائنسدانوں کی زبان سے سُن رہے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ کسی طاقت کا بس نہیں ہے کہ ان رفتاروں کو alter کر سکے، بدل سکے اور اگر کوئی بدلے گا تو قیامت آجائے گی، گرہن کا سوال نہیں پیدا ہوگا، اور سورج گرہن اور چاند گرہن تو اِن کی آپسی رفتار کے نتیجے میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر یہ رفتار نہیں بدلیں گے اور تیرہ، چودہ، پندرہ کو ہی رہیں گے اور ستائیس، اٹھائیس، اُنتیس کو ہی رہیں گے۔ تو اوّل تو معقولیت کا تقاضہ یہ ہے کہ خدا کی تقدیر کے خلاف ترجمہ نہ کرو، دوسری بات یہ ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے واضح منشاء کے خلاف ترجمہ نہ کرو۔

ہم آپ کی توجہ اِس طرف دِلاتے ہیں کہ پہلی تین راتوں کے چاند کو عرب ہلال کہتا ہے اور ساری دُنیا میں عرب ہو یا غیر عرب، جانتا ہے کہ ہلال سے مراد پہلی تین راتوں کا چاند ہے، اور اگر ذہن میں پہلی تین راتوں کا چاند ہو تو یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ عرب اُس کے لیے ہلال کے سوا کوئی لفظ استعمال کرے۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم جو اَفْصَحُ الْعَرَبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ کہلاتے تھے، جو دشمن بھی مانتا ہے کہ کلام الٰہی کے بعد سب سے بلیغ اور سب سے فصیح کلام کرنے والے، آپ فرماتے ہیں یَنکَسِفُ الْقَمَرُ ، قمر کو گرہن لگے گا اور ہلال کو نہیں فرماتے، حالانکہ اگر آپ کے ذہن میں یہ تھا کہ پہلی رات کے چاند کو گرہن لے گا تو عربی دان اُس کے لیے ہلال لفظ استعمال کرتا ہے، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نعوذ باللہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنی عربی بھی نہیں آتی تھی۔ آج آپ کبھی رویتِ قمر کمیٹی بنا کر دکھائیں ساری دنیا ہنس پڑے گی، اِس لیے کہ ہلال دیکھنا ہوتا ہے رویتِ ہلال کمیٹی بنتی ہے، کس لیے نہیں کہتے کہ جنس کا نام ہے قمر اِس لیے رویتِ قمر کمیٹی کہنا درست ہے؟ سب ہنس پڑیں گیں، کہیں گے کہ بڑے ہی بے وقوف ہیں۔ تو جس بات کو اپنے لیے پسند نہیں کرتے اُس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کیوں منسوب کرتے ہو؟ پس یہ عذر بالکل غلط ثابت ہوتا ہے حدیثِ نبوی سے کہ حضورؐ کے ذہن میں ہلال تھا، گرہن کی پہلی تاریخ تھی اور گرہن کی درمیانی تاریخ تھی، اور یہ واقعہ ظاہر ہو چکا ہے اور دنیا کی کوئی تقدیر اب اِس کو بدل ہی نہیں سکتی۔ مسیح موعود دعویدار مہدیٔ موعود ہونے کے موجود تھے اور یہ واقعہ ہو گیا اور اِس واقعے کو اب کہاں تبدیل کریں۔ قیامت کے دن جب اللہ پوچھے گا ہر ایک نے اپنا جواب دینا ہے، تسلّی بھی خدا ہی کراتا ہے، جوابدہ بھی آپ ہی ہوں گے، میرے جوابدہ آپ نہیں ہوں گے، آپ کا میں نہیں ہوں گا۔ لَا تَــزِرُ وَازِرَۃٌ خدا یہ پوچھ سکتا ہے کہ یہ واقعہ ہوا تھا کہ نہیں ہوا تھا؟ کس کی طاقت تھی کہ آسمان پر چڑھ کر چاند سورج کے گرہنوں کی تاریخ بدلا دے یا اِن کو مجبور کر دے۔ تو وہ پیشگوئی مہدی کے متعلق جس پر بندے کا کوئی حق نہیں تھا، وہ تو پوری شان کے ساتھ ظاہر ہو چکی ہے، آگے جس کی مرضی مانے جس کی مرضی نہ مانے۔

سوال: حضرت آدمؑ اور حواؑ کس جنت میں رہتے تھے؟

جواب: (حضورؒ نے فرمایا) ''جنت میں پیدا کیے گئے تھے'' کا اشارۃً بھی کوئی ذکر نہیں ملتا۔ یہ صرف ملتا ہے کہ شیطان نے جنت سے نکالنے کے لیے ایک تدبیر کی تھی۔ زمین پر اُس جنت کا ہونا اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے 'اِهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا' جب نکالتا ہے تو حضرت آدمؑ اور حواؑ کو نہیں حکم دیتا بلکہ پوری قوم کو دے رہا ہے۔ دوسرا یہ کہ جنت میں شیطان کا کیا دخل ہے؟ اگر وہ جنت ہے جو آسمان والی جنت ہے تو وہاں تو شیطان داخل نہیں ہو سکتا، اُس جنت میں شیطان پھرتا تھا۔ ثابت ہوا کہ یہ وہ جنت نہیں ہے جس جنت میں بہت گناہ گار بھی نہیں جاتا کُجا یہ کہ شیطان صاحب وہاں پھر رہے ہوں اور نیک لوگوں سے باتیں بھی کر رہے ہوں۔ تو الگ الگ جنتیں ہیں۔

سوال: ڈارون کا نظریہ ارتقاء قرآن کریم کی رو سے درست ہے یا غلط؟

جواب: (حضورؒ نے فرمایا) اس سوال میں ایک خلفِ مبہم ہو گیا ہے، یہ دو سوال ہونے چاہئے تھے، ایک یہ کہ نظریہ ارتقاء درست ہے کہ نہیں قرآن کریم کی رو سے، دوسرا یہ کہ ڈارون نے نظریہ ارتقاء کی جو توجیہات پیش کیں وہ درست ہیں کہ نہیں۔

جہاں تک نظریۂ ارتقاء کا تعلق ہے قرآن کریم حیرت انگیز تفصیل کے ساتھ تمام کائنات کے ارتقائی مدارج بیان کرتا ہے، صرف انسان کا سوال نہیں ہے۔ تمام کائنات کے مدارج بیان کرتا ہے اور سورۃ فاتحہ میں پہلی صفت ہی جو اللہ کی بیان کی جاتی ہے وہ ارتقاء کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ ’الحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ‘ اور یہ ارتقاء سارے عالمین پر حاوی کیا گیا ہے، اِس کا صرف زندگی سے کوئی تعلق نہیں، وہ چیز جو منصّہٴ شہود پہ آپ دیکھتے ہیں خواہ کسی بھی حیثیت میں ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایک مقام پہ کھڑی نہیں رہے گی۔ کیونکہ ربّ کے عمل میں ہے وہ چیز، ربّ کا فعل اُس پر واقع ہو رہا ہے، رَبِّ العَالَمِینَ کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ربوبیّت اُس پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ اب ربّ کس کو کہتے ہیں؟ عربی میں یہ بڑا واضح محاورہ ہے کہ رَبِّ التَّلُوَّۃ یعنی چھوٹا بچھڑا جس کو کچھ آتا بھی نہ ہو، اگر کوئی اُس کی اچھی پرورش کرے، اُس کو بڑھائے، اُس کو آداب سکھائے، اُس کو سواری کے طریق بتائے اور اُس کی تربیت کرے، یہاں تک کہ ہمیشہ وہ ترقی کرتا ہوا ایک اور حال میں چلتا چلا جائے، اس کے لیے عرب ’ربّ‘ لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جب خدا فرماتا ہے: اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ سب تعریف اللہ کے لیے ہی ہے جو تمام کائنات کا ربّ ہے، تو یہ اعلان کیا گیا کہ تمام کائنات evolution (ارتقاء) کے Process (پروسیس) میں داخل ہوگئی، ناممکن ہے کہ کوئی وجود ہو اور اُسی حالت میں پڑا رہے، وہ لازماً ایک حالت سے دوسری میں تبدیل ہونا شروع ہو جائے گا اور ارتقائی منازل میں داخل ہو جائے گا۔

چنانچہ اب جو evolution (ارتقاء) کا فلسفہ سامنے آیا ہے Research (تحقیق) کے نتیجے میں، وہ یہاں سے شروع ہی نہیں ہوتا ہے کہ نباتات سے یا حیوانات سے بلکہ وہ کائنات سے شروع ہوتا ہے، bigbang (بگ بینگ) کے وقت جو کائنات تھی وہ اتنی تیزی سے ارتقاء کی منازل طے کرنے لگی کہ پہلے تین seconds (سیکنڈز) کے اندر حیرت انگیز تبدیلیاں اُس کے اندر واقع ہوگئیں اور اُس کی نوع بدل گئی اور اُس کے بعد سے آج تک مسلسل ارتقاء میں داخل ہے۔ یہ زمین جب پیدا ہوئی تو یہ زمین اُسی حالت پہ نہیں ٹھہری، پیدائش کے ساتھ ہی اِس میں ارتقائی تبدیلیاں شروع ہوئیں، اگر وہ ارتقائی تبدیلیاں نہ ہوتیں تو انسان چھوڑ کے زندگی کی کوئی قسم بھی یہاں پیدا نہیں ہوسکتی تھی، وہ ارتقائی تبدیلیاں ہی ہیں جن کے نتیجے میں آخر زندگی یہاں پیدا ہوسکی۔ تو رَبِّ العَالَمِینَ ماننا اور یہ ماننا کہ خدا ارتقاء کا قائل نہیں ہے یا قرآن ارتقاء کا قائل نہیں یہ تضاد ہے ایک بالکل۔ ہاں ڈارون کے متعلق نہ قرآن پابند ہے نہ قرآن کا یہ مقام ہے کہ ایک وقت کے سائنسدان کے متعلق کہے کہ وہ کہتا تھا، یہ محض لغو بات ہے جو قرآن کی طرف منسوب کی جائے گی۔ کچھ فلسفے جو قرآن نے بیان فرمائے ہیں اُن تک کسی حد تک ڈارون کی بھی رسائی ہو ہی جائے گی لیکن ڈارون اِزم تو غلط ثابت ہو چکا ہے۔

آجکل جو papers (مقالہ) آرہے ہیں evolution (ارتقاء) کے اوپر، ڈارون اِزم کی تو ساری بنیادیں ہی ہل چکی ہیں۔ اِس لیے قرآن کریم ایسی بات کیسے کہہ سکتا تھا کہ جو تھوڑی دیر تک، پچاس سال، ساٹھ سال تک popular (مشہور) رہے اُس کے بعد اُس نے غلط ثابت ہو جانا تھا اور نعوذ باللہ قرآن کریم کہہ دیتا کہ ڈارون اِزم سچ ہے۔ ڈارون اِزم کا کہیں ذکر نہیں ملے گا قرآنِ کریم میں۔ (......جاری)

(بشکریہ www.alislam.org/urdu)

ولادت

مکرم عبدالمحسن صاحب مالاباری مہتمم تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ بھارت فارمیسٹ احمدیہ شفاخانہ قادیان کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۲/اپریل ۲۰۰۴ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔ نومولود وقفِ نو میں شامل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچہ کا نام ’عبدالباقی‘ تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم عبدالمومن صاحب مالاباری کارکن دارالضّیافت کا پوتا اور مکرم مولوی مظفر احمد صاحب فضل سابق انسپکٹر تحریک جدید و حال کارکن دفتر وقفِ نو بھارت کا نواسہ ہے۔

مکرم طاہر احمد صاحب امینی کارکن وقفِ جدید بیرون کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۰/مارچ ۲۰۰۴ء کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ الحمدللہ۔

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچی کا نام ’سائرہ طاہر‘ تجویز فرمایا ہے۔

بچی مکرم صدیق احمد صاحب امینی مرحوم کی پوتی اور محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی مرحوم کی پڑپوتی ہے اور مکرم وسیم احمد صاحب فاروقی جے پور کی نواسی ہے۔

خلیج کی جنگ کے موقعہ پر امتِ مسلمہ کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی دلی تڑپ آپ کے خطبات کی روشنی میں

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دو نومولود کو صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے، نیک اور صالح خادم دین بنائے اور والدین اور اقرباء اور جماعت کے لیے قرۃ العین ثابت ہوں۔ آمین

مبارک صد مبارک (ادارہ)

عیسائیت کی تعلیم اور عیسائی اقوام میں اسکا فقدان

دنیا میں جتنے بھی انبیاء علیھم السلام مبعوث ہوئے ہیں ہر ایک نے بنی نوع انسان کو دو باتوں کی طرف خاص توجہ دلائی۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد اور ان ہی انبیاء میں حضرت عیسیٰؑ بھی ایک نبی ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے ماننے والوں کو بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کے تعلق سے تعلیم دی لیکن موجودہ زمانہ میں نہ عیسائی اقوام حقوق اللہ کو مانتے ہیں اور نہ ہی حقوق العباد بلکہ اگر وہ کسی بات پر عمل پیرا ہیں تو وہ ہے۔

Might is right

اس کے تعلق سے امیر المومنینؒ فرماتے ہیں۔

’’حضرت عیسیٰؑ نے عیسائیوں کے ہاتھ میں جو ہتھیار پکڑایا۔ وہ یہ تھا کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر طمانچہ مارتا ہے تو دوسرا گال بھی اس کے سامنے کردو۔ وہ جنگ جس جنگ کا یہ اسلوب بیان کیا جا رہا تھا وہ جہاد جس کیلئے عیسائیوں کو یہ ہتھیار عطا کیا جا رہا تھا وہ روحانی جنگ تھی اور غلطی سے بعد میں عیسائیوں نے عملاً اس تعلیم کو ظاہری تعلیم کے طور پر سمجھ لیا اور چونکہ وہ ان کے کام نہیں آسکتی تھی۔ دنیا کے حالات پر اطلاق نہیں پاسکتی تھی اس لئے عملاً اسکو دھتکار دیا۔ پس آج کوئی ایک عیسائی ملک دنیا میں ایسا نہیں۔ جو حضرت عیسیٰؑ کی اس عظیم الشان روحانی تعلیم پر عمل پیرا ہو۔ کیونکہ یہ ایک روحانی تعلیم ہے۔ جس سے انہوں نے دنیاوی معنوں میں قبول کیا لیکن عملاً اسکو رد کردیا اور پس پشت پھینک دیا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جنوری 1991ء)

اس جنگ میں امریکہ اور صدر بش اور اسکے اتحادیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم دنیا سے آمریت کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور آمریت کے خاتمہ کیلئے ہی عراق پر کاروائی کی جارہی ہے اور صدر بش یہ سمجھتا ہے کہ اس نے دنیا کو Heel کردیا ہے یعنی اس نے دنیا کو اپنی ایڑی کے پیچھے لگالیا ہے۔ جبکہ حقیقت کچھ اور ہے حضور فرماتے ہیں:

’’جہاں تک امریکہ کا اپنا خیال ہے۔ صدر بش کا اپنا خیال ہے وہ سمجھتے ہیں کہ میں نے اب سب دنیا کو اپنی ایڑی کے پیچھے لگا لیا ہے۔ یہ صدر بش کا تصور ہے ان تمام اقدامات کے متعلق جواب تک کویت کے نام عراق اور مسلمان دنیا کے خلاف کئے جاچکے ہیں۔ لیکن ایک اور پہلو سے دیکھیں تو یہ بھی کہا جاسکتا ہے اور یقیناً یہ کہنا زیادہ درست ہے کہ صدر بش سے زیادہ یا امریکہ سے زیادہ اسرائیل کو یہ حق ہے کہ کہے کہ ہم نے سب دنیا کو **Heel** کرلیا ہے۔ اور امریکہ بھی ہمارے پیچھے اس طرح چل رہا ہے جس طرح شکاری کے ساتھ کتے اسکی ایڑی کے پیچھے چلتے ہیں اور یہ تصویر زیادہ درست ہے اور دنیا اسی نظر سے ان سارے حالات کا جائزہ لے رہی ہے۔‘‘

مزید فرماتے ہیں:

’’ایک فرضی خیالی ہٹلر کو **Destroy** کرنے کے لئے تباہ کرنے کیلئے ایک حقیقی ہٹلر کو پال رہے ہیں۔ اور کیسے اندھے ہیں۔ کیسے لبصرت سے عاری لوگ ہیں کہ ان کو یہ پتہ نہیں کہ ہٹلر کا نہ نام صدام کو اور فلسطینیوں کو خود اسرائیلیوں نے دیا ہوا ہے۔ ہٹلر کے نام پر یہ ہٹلر پال رہے ہیں اور ابھی آئیندہ اگر یہ سمجھے نہیں تو ان کی آنے والی تاریخ بتائیگی کہ اسرائیل کے کیا ارادے ہیں اور ان کے ساتھ خود اسرائیل کیا سلوک کرنے والا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 فروری 1991ء)

امریکہ کی جارحانہ اور ظالمانہ کاروائی پر انگلستان کے سابق پرائم منسٹر

کے تبصرے پر حضور انورؒ نے اپنے خطبے میں فرمایا:

”ایڈورڈ ہیتھ (Edward Heath) جو انگلستان کے پرائم منسٹر رہ چکے ہیں۔ یہ اپنی بصیرت کے لحاظ سے انگلستان کی عظیم ترین زندہ شخصیتوں میں شامل ہوتے ہیں اور مسلسل ان کا یہی موقف رہا ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی لیڈر شپ ہمیں سخت دھوکہ دے رہی ہے اور یہ جو نیک مقاصد کا اعلان کیا جا رہا ہے ہرگز یہ بات نہیں یہ جنگ انتہائی خود غرضانہ اور ظالمانہ جنگ ہے اور احمقانہ جنگ ہے کیونکہ ان کے نزدیک بھی اس کے نہایت ہی خوفناک بداثرات پیدا ہونگے اور جنگ کے بعد کے حالات بہت زیادہ خطرناک ثابت ہونگے۔“

(خطبہ جمعہ یکم فروری 1991ء)

عراق کی جوابی کارِروائی دنیا کے دستور کے مطابق تھی

عراق کی جوابی کارِروائی پر جو عراق نے اتحادیوں کے جارحانہ سفاکانہ حملوں کے نتیجے میں کی، اس کے تعلق حضور انورؒ نے اپنے خطبے میں فرمایا:

”میں یہ نہیں کہتا عراق نے درست کیا مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ اگر عراق نے غلط بھی کیا۔ تو دنیا کے ان قواعد و دستور کے مطابق جن کے تم علمبردار بنے ہوئے ہو۔ عراق کی اس کاروائی کو ایک جوابی کاروائی تصور کرنا چاہئے تھا۔ اسرائیل میں بسنے والے وہ مسلمان جسپر آئے دن گولیاں چلائی جاتی ہیں۔ اور نہتوں کو نہ تیغ کیا جاتا ہے اور گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اگر ان کا انتقام لیا جاوے تو تم یہ نہیں کہتے کہ یہ انتقام ہے اور جائز ہے۔ تم یہ کہتے ہو یہ سراسر غیر منصفانہ بہیمانہ ظلم ہے اور زیادتی ہے جسکا بدلہ لینے کا اسرائیل کو حق ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جنوری 1991ء)

ملکِ شام جس نے عراق کے خلاف مغربی اقوام کی فوجی کارروائی میں امریکہ کی مدد کی اس خوش فہمی میں کہ آئندہ کیلئے شام طاقتور اقوام کے حملوں سے محفوظ رہے گا اسکے تعلق سے امیر المومنینؒ نے اپنے خطبہ جمعہ میں جو فرمایا وہ ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتا ہے جسکو پورا ہوتے ہوئے دنیا خود اس بات کی گواہی دیگی اور اب وہ اقتباس قارئین کی نظر کرتا ہوں۔

حضورؒ فرماتے ہیں:

”شام کو لازمًا خطرہ ہے کیونکہ شام ایک بہت بڑی طاقت بنا ہوا ہے اور شام کی بڑی سخت بیوقوفی اور غلطی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ اسوقت اتحادیوں کے ساتھ شامل ہونے کے نتیجے آئندہ شام محفوظ ہو چکا ہے۔ جب تک اسرائیل موجود ہیں شام محفوظ نہیں ہے۔“

(خطبہ جمعہ 8 فروری 1991ء)

قارئین کرام! خلیج کی جنگ کے دوران جب ساری دنیا عراق کی تباہی کا کیا مسلم ممالک اور کیا غیر مسلم ممالک تماشہ دیکھ رہے تھے اور کسی میں یہ ہمت باقی نہیں تھی کہ اسرائیل یا امریکہ کے خلاف لب کشائی کریں لیکن اسوقت آسمان کے نیچے ایک ہی مرد مومن اور ایک ہی مرد خدا تھا جس نے اس ساری ظالمانہ کاروائی کے خلاف رسول کریمؐ اور قرآن کریم کے احکامات کی پیروی کرتے ہوئے امریکہ اور اسرائیل کی پوشیدہ حقیقت سے دنیا کو روشناس کرایا۔ جس کے تعلق سے حضور انورؒ فرماتے ہیں:

جب میں ایسے تبصرے کرتا ہوں تو بعض احمدی مجھے لکھتے ہیں کہ ہمیں آپکی فکر پیدا ہوتی ہے۔ آپ کیوں ایسی باتیں بیان کرتے ہو۔ حضورؒ فرماتے ہیں پس مجھے کس بات سے ڈراتے ہو۔ امریکہ کی طاقت ہو یا یہود کی طاقت ہو یا انگریز کی طاقت ہو یا تمام دنیا کی اجتماعی طاقتیں ہوں۔ اگر توحید کی راہ میں توحید کی آواز بلند کرتے ہوئے پارہ پارہ بھی ہو جاؤں تو خدا کی قسم میرے جسم کا ذرہ ذرہ یہ اعلان کریگا کہ

فُزْتُ بِرَبِّ الکَعْبَةِ فُزْتُ بِرَبِّ الکعبَةِ

میں خدائے کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کامیاب ہو گیا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جنوری 1991ء)

حضور مزید فرماتے ہیں:

”جب بھی میں تبصرہ کرتا ہوں اپنے دل کو خوب اچھی طرح ٹٹول لیتا ہوں اور کبھی بھی کسی قسم کے تعصب کی بناء پر کوئی تنقید نہیں کرتا بلکہ خدا کے حضور اپنے دل کو پاک و صاف کر کے حقائق اور سچائی بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں یہ سچائی بعض صورتوں میں بعض لوگوں کو کڑوی لگتی ہے۔ بعض صورتوں میں بعض دوسرے لوگوں کو کڑوی لگتی ہے۔ مگر اسمیں ہماری بے اختیاری ہے۔ ہم محض تعصّبات کی وجہ سے کسی ایک کا ہمیشہ ساتھ نہیں دے سکتے۔ ہمیشہ سچ کا ساتھ

دینگے۔ ہمیشہ کلام اللہ کا ساتھ دینگے۔ ہمیشہ سنت نبوی ؐ کا ساتھ دینگے اور جس نے ہمارا ہمیشہ کا دوست بننا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کلام اللہ کا دوست بن جائے۔ وہ سنت نبوی رسول اللہ ؐ کا دوست بن جائے اور حق کا دوست بن جائے۔ سچائی کا دوست ہو جائے۔ ایسی صورت میں وہ ہمیشہ ہمیں اپنے ساتھ پائے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11 جنوری 1991ء)

قارئین کرام! حضرت امیر المومنین کے خطابات کی روشنی میں مسائل کا حل پیش کرنے سے پہلے اس بات کی وضاحت کرنا لازمی ہے کہ ظلم ہمیشہ ظلم کو جنم دیتا ہے اور نفرتیں ہمیشہ نفرت کو جنم دیتی ہے اور ظلم اور نفرتیں کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہوسکتیں بلکہ پُر امن حل صرف اور صرف قرآن کریم اور رسول کریم ؐ کی سنت پر عمل پیرا ہونے کے نتیجے میں رونما ہوسکتا ہے اور اسلام مذہبی منافرت اور ظلم کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ اسلام محبت اور امن وسلامتی اور عدل کی تعلیم دیتا ہے کے تعلق سے امیر المومنین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جب یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام کو اس غرض سے پیدا کیا گیا ہے تاکہ تمام دنیا کے دوسرے ادیان پر غالب آجائے تو اسکا ہرگز یہ مفہوم نہیں کہ تلوار ہاتھ میں پکڑو یعنی مسلمانوں کو یہ تعلیم ہو کہ تم تلوار ہاتھ میں پکڑو اور تمام دنیا میں انکار کرنے والوں کی گردنیں کاٹتے پھرو اور جو تسلیم کریں اور سر جھکا دے صرف اسی کو امن کا پیغام دو باقی سب کیلئے تم فساد اور جنگ کا پیغام بن جاؤ یہ نہ عقل کے مطابق بات ہے نہ عملاً دنیا میں ایسا ہوسکتا ہے نہ کبھی ہوا ہے اس لئے جماعت احمدیہ کو ہمیشہ اس اصول کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جب ہم مقابلے کی اور جہاد کی اور تمام بنی نوع انسان پر اسلام کو غالب کرنے کی باتیں کرتے ہیں تو قرآن کریم اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاحوں میں باتیں کرتے ہیں اور دنیا کی اصطلاحوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جنوری 1991ء)

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں:

"یہ جاہلانہ اور جذباتی باتیں ہیں کہ انگریز سے نفرت کرو۔ امریکہ سے نفرت کرو۔ دنیا میں نفرت کبھی کامیاب ہو ہی نہیں سکتی۔ اعلیٰ اخلاقی قدریں کامیاب ہوتی ہیں محمد مصطفیٰ ؐ کی سیرت کامیاب ہوا کرتی ہے اور وہ خلق عظیم کی سیرت ہے۔ مسلمان اگر اس سیرت کو اپنالیں تو سب دنیا کیلئے ایک عظیم الشان نمونہ بنے گا اور وہ ایک ایسی سیرت ہے جو مغلوب ہونے کیلئے پیدا نہیں کی گئی۔ کوئی دنیا کی طاقت سیرت محمدیؐ پر غالب نہیں آسکتی پس اس انصاف کی سیرت کی طرف لوٹو۔ اس نمونے کو اختیار کرو تو پھر انشاء اللہ ساری دنیا کے مسائل طے ہوسکتے ہیں اور وہ حقیقی انقلاب تو آسکتا ہے جس سے ہم اس دنیا میں خدا کردہ ایک جنت قرار دے سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو یہ اسی طرح لڑتے مرتے رہینگے۔ اسی طرح دنیا ابتلاؤں اور فسادوں میں مبتلا رہے گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 فروری 1991ء)

مسئلہ جہاد کی حقیقت

اس مسئلہ کے تعلق سے حضرات امیر المومنین رحمہ اللہ تعالیٰ نے جہاد عقلی اور نقلی دلائل سے جہاد کی حقیقت کو تمام دنیا کے سامنے پیش کیا اور وہیں قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ کے حقیقی مفہوم کو امت مسلمہ کیلئے واضح کردیا تاکہ وہ کسی بھی سیاسی اقتدار کی لڑائی کو جہاد کا نام نہ دیں تاکہ دشمنانِ اسلام کو اسلام پر انگشت نمائی کو موقعہ ملے اور اسلام کو بدنام نہ کرسکیں کیونکہ رسول رحمت ؐ تمام بنی نوع انسان کیلئے رحمۃ للعالمین ہیں اسی لئے ہم سب کو جو اپنے آپ کو رسول کریم ؐ کے حقیقی امتی جانتے ہیں ان اسوہ حسنہ کو اپناتے ہوئے دنیا میں بحالی امن کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی جہاد کی حقیقت کے تعلق سے حضرت امیر المومنین نے قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں فرمایا:

"اس دور میں ایک سوال جہاد کے متعلق بار بار اٹھایا جارہا ہے اور مختلف ممالک سے احمدی مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ بتائیں ہم کیا جواب دیں۔ یہ لڑائی اسلامی تعریف کے مطابق جہاد یعنی Holy war ہے یا نہیں؟ اسکا جواب میں یہ دیتا ہوں۔ جہاں تک اسلام کے تصور جہاد کی تعریف کا تعلق ہے سب سے کامل تعریف سورۃ حج میں پیش فرمائی گئی ہے۔ اس آیت میں جس کا میں نے پہلے بھی بار ہا ذکر کیا اور اسپر تبصرہ کیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا

یعنی ان لوگوں کو اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے لڑنے والوں کو خلاف تلوار اٹھائیں ان کے خلاف تلوار اٹھائیں جنہوں نے تلوار اٹھانے میں پہلی کی ہے اور کسی جائز وجہ سے نہیں بلکہ وہ مظلوم ہیں اسی طرح یہ آیت اس مضمون کو آگے بڑھاتی چلی جاتی ہے۔ اور جہاد کی اس سے زیادہ اور خوبصورت اور کامل تعریف ممکن نہیں ہے۔ اس تعریف کو اگر ہم موجودہ صورتحال پر اطلاق کر کے دیکھیں تو ہرگز اسلامی معنوں میں یہ جہاد نہیں ہے ایک سیاسی لڑائی ہے اور ہر سیاسی لڑائی خواہ وہ مسلمان اور مسلمان کے مخالف کے درمیان ہو یا مسلمان اور مسلمان کے درمیان ہو وہ جہاد نہیں بن جایا کرتی۔ مذید فرماتے ہیں۔

پس ہر مظلوم کی لڑائی کو جہاد نہیں کہا جاتا اس مظلوم کی لڑائی کو جہاد کہا جاتا ہے جس سے خدا کا نام لینے سے روکا جا رہا ہو جس پر مذہبی تشدد کیا جا رہا ہو۔ قرآن کریم فرماتا ہے انہوں نے کوئی ظلم نہیں کیا۔

اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ

سوائے اسکے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جنوری 1991ء)

مسائل کا حل

قارئین کرام! امیر المومنین رحمہ اللہ تعالیٰ نے جہاں خلیج کی جنگ کے محرکات کو دنیا کے سامنے بیان کیا وہاں امت مسلمہ کیلئے ایسے نکات قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں بیان فرمائے جس پر عمل کرنے کے نتیجے میں امتِ مسلمہ ایک ایسی طاقت بن سکتی ہے جس پر کوئی طاقتور ملک حملہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا یہ تعلیمات اور یہ نکات امیر المومنین رحمہ اللہ تعالیٰ کی امت مسلمہ کی خاطر دلی تڑپ اور محبت اور درد کی عکاسی کرتے ہیں امیر المؤمنین امت مسلمہ کو مخاطت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’عالم اسلام نے اپنے باہمی اختلافات میں قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کی ہدایت کو ملحوظ نہیں رکھا۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ

یعنی یاد رکھو کہ مومن بھائی بھائی ہیں پس ضروری ہے کہ تم اپنے بھائیوں کے درمیان صلح قائم کرو اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اگر مسلمان طاقتیں قرآن کریم کی اس واضح ہدایت کے پیش نظر اپنے معاملات نپٹانے کی کوشش کرتیں۔ تو ایک لمبے عرصہ تک جو نہایت ہی خون ریز عرب عراق ایران جنگ ہوئی ہے وہ زیادہ سے زیادہ چند مہینے کے اندر ختم کی جا سکتی تھی۔ مشکل یہ درپیش ہے کہ دھڑابندیوں سے فیصلے ہوتے ہیں اور تقویٰ کی روح کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ چنانچہ گیارہ سال تک مسلمان ممالک ایک دوسرے سے بٹ کر آپس میں برسرپیکار رہے۔ اور بعض طاقتیں بعض کی مدد کرتی رہیں۔ اور اس اسلامی اصول کو نظر انداز کر دیا گیا‘‘۔

مزید فرماتے ہیں:

’’جب آپ اسلام کے لفظ کو بیچ میں اڑا دیتے ہیں اور ایک اسلامی مسلئے کو علاقائی مسئلہ بنا دیتے ہیں۔ تو اسکے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی تائید اپنا ہاتھ کھینچ لیتی ہے۔ پس تعلیم قرآن کریم میں کسی قوم کا ذکر نہیں ہے۔ جو ہدایت قرآن کریم نے عطا فرمائی ہے اسمیں مسلمانوں کا بحیثیت مجموعی ذکر ہے اور ان سب کو بھائی قرار دیا گیا ہے۔ پس یہ ہرگز عرب مسئلہ نہیں ہے یہ عالم اسلام کا مسئلہ ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 اگست 1990ء)

قارئین کرام! حضرت امیر المؤمنین رحمہ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کا دھیان اس طرف بھی پھیرتے ہوئے کہا کہ وہ جو غیر مسلم اقوام کی مدد ایک ابھرتے ہوئے اسلامی ملک کو نہتا کرنے کیلئے کر رہے ہیں مندرجہ ذیل کلمات میں نصیحت کی فرمایا:

’’عالمِ اسلام کا مفاد اسمیں ہے کہ اٹھے ہوئے قدم کو واپس لے لیں۔ اور اپنی طاقت کو بڑھائیں اور عالمِ اسلام کو متحد کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن افسوس کہ وہاں بھی یہ بات نہیں سنی گئی اور دیگر مسلمان عرب ممالک نے ذرا بھی دھیان اس بات پر نہیں دیا کہ ہم غیر مسلم طاقتوں سے ملکر ان کے سارے ظلم کا خرچ برداشت کرتے ہوئے ایک مسلمان ریاست کو تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ جس کے بعد اس تمام علاقے سے ہمیشہ کیلئے امن اٹھ جائیگا۔‘‘

مزید فرماتے ہیں:

’’عالمی امن کو خطرہ ہے یا نہیں ہے مگر یہ ریاستیں جو اس جنگ کا

خرچ برداشت کرنے والی ہیں اور کرائے کے لڑنے والوں کو باہر سے بلا کر لائی ہیں ان کو میں یقین دلاتا ہوں کہ پھر وہ کبھی اپنے ماضی کی طرف واپس لوٹ کر نہیں جاسکیں گی۔ بدحال سے بدتر حال تک پہنچتے چلے جائینگے اور کبھی پھر امن اس علاقے کا منہ دوبارہ نہیں دیکھے گا اس لئے اب اس نصیحت کے بعد جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دعا ہی رہ جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ان کو عقل دے۔''

(بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ 9 نومبر 1990ء)

قارئین کرام! امریکہ اور اسکے اتحادیوں نے جو جارحانہ اور ظالمانہ کاروائی عراق کے خلاف کی اور اسکے لئے امریکہ نے دنیا کے سامنے جواز پیش کئے جو کہ ان کی گندی سیاست پر دالّ ہے اور دجل اور مکر اور فریب کی آڑ میں انہوں نے دنیا کو یہ باور کرایا کہ عراق تمام دنیا کی انسانیت کیلئے خطرہ ہے جب کہ خود انسانیت کے نام پر امریکہ اور اسرائیل ایک بدنما داغ ہیں اور ان ہی انسانیت کے ٹھیکداروں نے انسانیت کے نام پر عراق پر ایسے مظالم ڈھائے کہ انصاف پسند انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔اسکے تعلق سے امیر المؤمنین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''جن لوگوں کو یعنی جن قوموں کو آج عراق میں ایک خطرہ دکھائی دے رہا ہے میں ان کو ہزار خطرے سارے عالم میں پھیلے ہوئے دکھا سکتا ہوں اگر وہ واقعی امن عالم کے خواہاں ہیں۔تو جیسا کہ میں نے ان کو مشورہ دیا ہے وہ انصاف پر قائم ہو کر اسلامی انصاف پر قائم ہو کر جو نہ مشرق جانتا ہے نہ مغرب نہ شمال اور جنوب کی تقسیم سے واقف بلکہ اللہ تعالیٰ کو محض پیش نظر رکھکر ایک نظریہ انصاف پیش کرتا ہے۔ اس اسلامی انصاف پر قائم رہ کر اگر یہ اپنے تنازعات کو حل کرنے یا دنیا کے تنازعات کو اور جھگڑوں کو حل کرنے کی کوشش کرینگے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کو امن نصیب ہوسکتا ہے۔لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست شفقت سے یہ امن نصیب ہوسکتا ہے۔کیونکہ ایک ہی نبی ہے جسکو رحمۃ العالمین قرار دیا گیا ہے۔پس جس سے خدا نے سب دنیا کی قوموں اور سب جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اسکے سامنے جب تک تم دست سوال نہیں بڑھاتے جب تک اس سے فیض نہیں پاتے تم دنیا کو امن عطا نہیں کر سکتے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 نومبر 1990ء)

حضرت امیر المؤمنینؒ نے قرآن کریم کی پیش کردہ نظام عدل کی روشنی میں ان مسائل کا حل امت مسلمہ کے سامنے ایسے حسین پیرایہ میں پیش کیا کہ اگر واقعۃً امت مسلمہ قرآن کریم کے اس پیش کردہ نظام عدل پر قائم ہو جائے تو تمام عالم میں امن قائم کرنے کا سہرا امت مسلمہ کے سر بندھ سکتا ہے۔مگر افسوس کہ یہ مسلمان جماعت احمدیہ کی مخالفت میں اسقدر اندھے ہو چکے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے سربراہ کی نصائح پر کان نہیں دھرتے۔حضورؒ نے امت مسلمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''جب تک قرآن کریم کا پیش کردہ نظام عدل اسلامی دنیا خود قبول نہ کرے اور اپنے اپنے ملکوں میں اسلام کا نظام عدل جاری کر کے نہ دکھائے اور اپنے نظریات کو عادلانہ نہ بنائے اسوقت تک وہ دنیا کو کیسے اسلام کے عدل کی طرف بلا سکتی ہے یہ ناممکن ہے۔جب تک عالم اسلام دنیا کو عدل عطا کر سکتا ہے نہ دنیا سے عدل کی توقع رکھ سکتا ہے۔''

حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ۔(سورۃ الانفال آیت ۶۱)

یعنی کہ اے مسلمانو اپنی خود حفاظتی کیلئے تیار رہو اور خوب تیاری کرو ہر ایسے دشمن کے خلاف جو تم پر کسی وقت بھی حملہ آور ہوسکتا ہے۔ ہر قسم کے میدان میں اپنے سواروں کے ذریعہ اور پیدلوں کے ذریعہ ان سے مقابلے کیلئے ایسے تیار رہو کہ ان پر دور دور تک تمہارا رعب پڑ جائے اور کسی کو جرأت نہ ہو کہ ایسی تیار قوم پر حملے کا تصور کر سکے وہ صرف تمہارے ہی دشمن نہیں بلکہ پہلے اللہ کے دشمن ہیں۔

عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ

ایسے حال میں کہ جب تم ان سے بے خبر ہوگے خدا ان کو جانتا ہوگا۔

پس اگر تم تیاری کا حکم تسلیم کر لو اور دل و جان سے اسپر عمل کرو تو خدا تمہیں خوشخبری دیتا ہے کہ تمہاری غفلت کی حالت میں پردہ پوشی سے کام لیگا اور تمہیں دشمن کے حملوں سے محفوظ رکھے گا۔

حضور فرماتے ہیں۔

’’کون سے کان ہونگے جوان نصیحتوں کو سنیں گے۔کون سے دل ہونگے جوان نصیحتوں کوسنکر ہیجان پذیر ہونگے اوران میں حرکت پیدا ہوگی۔اگر تمام تر سیاست اور اخلاق اور اقتصادیات کی بنیاد ہی متزلزل ہو۔اگر نظریات بگڑے ہوئے ہوں۔اگر نیتیں گندی ہوچکی ہوں تو دنیا میں کوئی صحیح نصیحت کسی پر نیک عمل نہیں دکھاسکتی اس لئے جس طرح میں نے غیر قوموں کو نصیحت کی ہے کہ خدا کیلئے اپنی نیتوں کی حفاظت کروتمہاری نیتوں میں شیطان اور بھیڑیئے شامل ہیں اور دنیا کی ہلاکت کا فیصلہ تمہاری نیتیں کرتی ہیں تمہاری سیاسی چالاکیاں تمہاری نیتوں پر غالب نہیں آسکتیں بلکہ ان کی مد ہوجایا کرتی ہیں۔اس طرح میں مسلمانوں کواور مسلمان ملکوں کواور تیسری دنیا کے ملکوں کونصیحت کرتا ہوں کہ خدا کیلئے اپنی نیتوں کو ٹٹولو۔‘‘

مزید فرماتے ہیں:

’’آج کے تمام مسائل کا حل یہ ہیکہ سیاست کی اس روح کو زندہ کرو۔مرتی ہوئی انسانیت زندہ ہو جائے یہ روح زندہ رہی تو جنگوں پرموت آجائیگی لیکن اگر یہ روح مرنے دی گئی تو پھر جنگیں زندہ ہونگی تو پھر دنیا کی کوئی طاقت جنگوں کوموت کے گھاٹ اتار نہیں سکتی۔‘‘ (بحوالہ خطبہ جمعہ یکم مارچ ۱۹۹۱ء)

متکبر طاقتوں کا انجام

قارئین کرام! امیر المؤمنین رحمہ اللہ تعالیٰ نے متکبر طاقتوں کے انجام کے تعلق سے فرمایا:

’’میں نہیں جانتا کہ خدا کی تقدیر کیا فیصلہ کریگی مگر یہ ضرور جانتا ہوں کہ خدا کی تقدیر جوبھی فیصلہ کریگی وہ بالآخر متکبروں کو ہلاک کرنے کا موجب بنے گا آج نہیں تو کل یہ تکبر ملیا میٹ کئے جائینگے کیونکہ وہ بادشاہت جو آسمان پر ہے اسی خدا کی بادشاہت زمین پر ضرور قائم ہوکر رہے گی۔پس آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں آپ دیکھیں گے کہ یہ تکبر دنیا سے ہلاک کیا جائیگا اور طوفان ان پر الٹائے جائینگے اور ایسے ایسے خوفناک Storms خدا کی تقدیر ان پر چلائے گی کہ جن کے مقابل پر ان کی تمام اجتماعی طاقتیں بھی ناکام اور پارہ پارہ ہو جائیں گی۔یہ نظام کہنہ مٹایا جائیگا۔آپ یاد رکھیں اور اسباب پر قائم رہیں۔اور کبھی محو نہ ہونے دیں یہ اقوام قدیم جس کو آج اقوام متحدہ کہا جاتا ہے ان کے اطوار زندہ رہنے کے نہیں ہیں یہ قومیں یادگار بن جائیں گی اور عبرت ناک یادگار بن جائیں گی۔‘‘

(بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جنوری 1991ء)

حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ نے امریکہ کے ظلم اور اس کے انجام کے تعلق سے جو اُس نے عراق پر کیا فرماتے ہیں عراق کی سرزمین بہت بڑی مظلوم سرزمین ہے جہاں پر کئی مرتبہ معصوم انسانوں کا خون بہایا گیا اور امریکہ کی کاروائی بھی ظلم پر مبنی کاروائی ہے۔حضور انورؒ نے فرمایا:

’’میں آپ کو عراق کی سرزمین سے متعلق یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بڑی مظلوم سرزمین ہے اور بڑے بڑے سفاکانہ اور خوفناک ڈرامے اس سرزمین پر کھیلے گئے ہیں۔میں نے سوچا کہ اس سرزمین کو کیا نام دیا جائے تو مجھے خیال آیا کہ اسے موت اور کھوپڑیوں کے میناروں کی سرزمین کہا جاسکتا ہے۔‘‘

مزید فرمایا

’’پس یہ کیسی مظلوم سرزمین ہے جہاں ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں اس سے پہلے تین دفعہ انسانی لاشوں اور جلدوں اور کھوپڑیوں سے مینار تعمیر کئے گئے ہیں۔تاکہ کسی جابر کے سامنے دنیا کو سرِتسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا جائے۔پس آج جوکچھ عراق میں ہورہا ہے یہ انہی باتوں کا اعادہ ہے۔میں نہیں جانتا کہ آئندہ کیا ہوگا میں نہیں جانتا کہ خدا کی تقدیر کب ان کے تکبر کا سر توڑنے کا فیصلہ کریگی لیکن یہ میں جانتا ہوں کہ لازماً خدا کی تقدیر اس تکبر کا سر توڑیگی لیکن یہ بات میں امریکہ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ کمر جو تمہاری ویٹنام میں توڑی گئی تھی۔عراق کے مظالم کے نتیجے میں یہ کمر اب جڑ نہیں سکتی بظاہر تم نے وہاں بھی کھوپڑیوں کا ایک مینار بلند کرنے کی کوشش کی تھی۔مگر 25 لاکھ ٹن بارود سے جتنی زمین کھودی جاسکتی ہے۔جتنے گہرے کنویں کھودے جاسکتے ہیں۔اتنے گہرے قعر مذلت میں ہمیشہ کیلئے تمہارا نام دفن ہو چکا ہے۔آئندہ تاریخ میں یہ باتیں زیادہ اُجاگر ہوتی چلی جائینگی۔یہ مظالم کے داغ جوتمہارے چہرے پر لگے ہیں

آج تمہارے رعب کی وجہ سے اور تمہارے ظلم وستم کے دبدبے کے نتیجے میں یہ نمایاں کر کے دنیا کو دکھانے کیلئے کسی کے پاس طاقت ہو یا نہ ہو مگر تاریخ بالآخر وقت کے ساتھ ان کو زیادہ نمایاں کرتی چلی جائیگی۔ یہ سیاہیاں زیادہ گہری ہوتی چلی جائینگی پس دوسری نظر سے بھی تو اپنے آپ کو دیکھو۔ باہر تمہاری کیا تصویر بن رہی ہے اور آئندہ تمہاری کیا تصویر بننے والی ہے اور جن مقاصد کو لیکر تم اٹھے ہو ان کے بالکل برعکس کروائیاں کر رہے ہو امن کی بجائے ہمیشہ دنیا کو جنگ میں جھونکنے کے فیصلے کر چکے ہو۔ لیکن اگر امریکہ ان باتوں کو سمجھنے پر آمادہ نہیں۔ جیسا کہ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے اسوقت اپنے تکبر کے نشے میں اتنی بلند پروازی ہے کہ اپنے ہی بنائے ہوئے فرضی ظلموں کے مینار چوٹیوں پر بیٹھے ہوئے دنیا کا ملاحظہ کر رہے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 فروری 1991ء)

قارئین کرام! تاریخ عالم سے یہ پتہ چلتا ہیکہ ہمیشہ طاقتور اقوام نے کمزور اقوام پر ظلم کئے ہیں جسکا مشاہدہ آج کے جدید زمانے میں بھی ہوتا ہے کہ تہذیب اور انصاف کا لبادہ اوڑھ کر ناحق طاقتور اقوام کمزور اقوام پر موت برساتے ہیں اور امریکہ نے ہمیشہ انسانیت کا خون کیا ہے Red Indian قوم کو موت کے گھاٹ اتارا ہے اور اسی طرح ویٹنام افریقہ و غیرہ ممالک میں جا کر امریکہ معصوم لوگوں کو موت کی نیند سلایا ہے اور اپنی اسی تاریخ کو امریکہ اور اسکے اتحادیوں نے عراق کے معصوم عوام پر دہرایا ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو مرتبہ عراق پر خوفناک بم برسائے کہ دیہات کے دیہات علاقوں کے علاقے بنجر ہو گئے۔ اسی کے تعلق سے آج سے 1400 سال قبل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمادی ہے کہ:

”خدانے اتنی بڑی بڑی قومیں آئندہ نکالنی ہیں کہ دنیا میں کسی انسان کو ان کے مقابلے کی طاقت نہیں ہوگی اس لئے دنیاوی ہتھیاروں سے ان کے مقابلے کی کوشش کا خیال بھی دل میں نہ لانا۔“

(مسلم کتاب الفتن)

رسول کریمؐ کی اس حدیث کے پیش نظر امت مسلمہ کو حضور انورؒ نے یہ نصیحت فرمائی، فرمایا:

”خدا کے ذریعہ ہوگا جو کچھ ہوگا خدا کی تقدیر ان کو ماریگی اور خدا کی تقدیر یہ فیصلہ اسوقت کریگی جب یہ طاقتور قومیں دنیا سے بدی کا فیصلہ کرینگی چونکہ خدا نے دنیا کو نہتا کر رکھا ہے۔ مجبور کر رکھا ہے۔ اور ایک طرف طاقتوں کو بدی کا موقعہ عطا کر دیا ہے اس لئے لازماً اپنے کمزور بندوں کی حفاظت کی ذمہ داری خدا تعالیٰ پر عائد ہوگی۔

پس اسکی آسمانی تائید کو حاصل کرنے کا ایک ہی طریق ہے کہ خدا سے تعلق جوڑا جائے اور جس حد تک ممکن ہو اپنے نفوس کی اصلاح کی جائے اسلام کے نام پر آئندہ کبھی کوئی بدی اختیار نہ کی جائے Terrorism کا تصور ہی مسلمان کی لغت سے نکل جانا چاہئے۔ شرارتیں کرنا اور دوسروں کو دکھ دیکر بعض مسائل کو زندہ رکھنا یہ جاہلانہ باتیں ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے خود امن میں آجاؤ خود اپنے تعلقات کو درست کرلو۔ غیر قوموں سے اپنے تعلقات کو درست کرو اور صبر کے ساتھ انتظار کرو پھر دیکھو کس طرح خدا کی تقدیر دنیا کی ہر دوسری قوم کی تدبیر پر غالب آجائیگی۔“

(بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مارچ 1991ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے امت مسلمہ کو جماعت احمدیہ کے سربراہ کی حیثیت سے ایک عاجزانہ نصیحت کی کہ تقویٰ کی راہوں پر گامزن ہو جاؤ اگر دنیا میں کامیاب ہونا چاہتے ہو کیونکہ امت مسلمہ کی کامیابی کا راز تقویٰ میں پنہاں ہے اور تقویٰ پر قائم ہونے سے یہ ادبار تنزل اور مصائب کا دور ختم ہوسکتا ہے اب حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ کا ناصحانہ اقتباس قارئین کی نظر کرتے ہوئے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیحؒ نے جو روشنی اپنے خطابات کے ذریعہ امت مسلمہ کو دی ہے تاکہ امتِ مسلمہ اسی روشنی میں دنیا میں امن قائم کرسکیں اور اپنے دینی اور دنیاوی مستقبل کو بہتر بنا سکیں۔ وہ روشنی یہ ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

”میں اپنے تمام مسلمان بھائیوں کو خواہ وہ ہمیں بھائی سمجھیں یا نہ سمجھیں یہ پرزور اور عاجزانہ نصیحت کرتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو شدید خطرات درپیش ہیں۔ تمام عالم اسلام کی دشمن طاقتیں آپ کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی دخل اندازی کے بہانے ڈھونڈتی ہے اور ایک لمبا عرصہ ہوا کہ آپ ان کے ہاتھ میں نہایت ہی بے کس اور بے مہروں کی طرح کھیل رہے

ہیں اور ایک دوسرے کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں اس لئے تقویٰ کو پکڑیں اور حضرت اقدس محمدؐ کی امت کو جو آج دنیا میں ذلت کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے اور تمسخر کا سلوک ان کے ساتھ کیا جا رہا ہے تمام دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں بڑی حقارت سے عالمِ اسلام کو دیکھتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ یہ ہمارے ہاتھوں میں اسی طرح ہیں جس طرح بلی کے ہاتھوں میں چوہا ہوا کرتا ہے اور جس طرح چاہیں ہم ان سے کھیلیں اور جب چاہیں سوراخ میں داخل ہونے سے پہلے پہلے دبوچ لیں یہ وہ معاملہ ہے جو انتہائی تذلیل کا معاملہ ہے نہایت ہی شرمناک معاملہ ہے اور عالمِ اسلام پر داغ لگتا چلا جا رہا ہے اسلام کی عزت اور وقار مجروح ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے خدا کا خوف کریں اور اسلام کی تعلیم کی طرف واپس لوٹیں اسکے سوا اور کوئی پناہ نہیں۔''

مزید فرماتے ہیں:

''میں یہ سمجھتا ہوں یہ ادبار اور تنزل کا دور اور یہ بار بار کے مصائب حقیقت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کا نتیجہ ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے اور آخری پیغام میرا یہی ہے کہ وقت کے امام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرو۔ خدا نے جسکو بھیجا ہے اسکو قبول کرو وہی ہے جو تمہاری سربراہی کی اہلیت رکھتا ہے اسکے بغیر اس سے علیحدہ ہو کر تم ایک ایسے جسم کی طرح ہو جسکا سر باقی نہ رہا ہو۔ بظاہر جان ہو اور عضو پھڑک رہے ہوں بلکہ درد اور تکلیف سے زیادہ پھڑک رہے ہوں لیکن وہ سر موجود نہ ہو جسکو خدا نے اس جسم کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے پیدا فرمایا ہے پس واپس لوٹو اور خدا کی قائم کردہ اس سیادت سے اپنا تعلق باندھو۔ خدا کی قائم کردہ قیادت کے انکار کے بعد تمہارے لئے کوئی امن اور فلاح کی راہ باقی نہیں ہے اس لئے دکھوں کا زمانہ لمبا ہو گیا۔ واپس آؤ اور توبہ اور استغفار سے کام لو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ خواہ معاملات کتنے بھی بگڑ چکے ہوں اگر آج تم خدا کی قائم کردہ قیادت کے سامنے سرِ تسلیم خم کر لو تو نہ صرف یہ کہ دنیا کے لحاظ سے تم ایک عظیم طاقت کے طور پر ابھرو گے بلکہ تمام دنیا میں اسلام کے غلبۂ نو کی ایسی عظیم تحریک چلے گی کہ دنیا کی کوئی طاقت اسکا مقابلہ نہیں کر سکے گی اور بات جو صدیوں تک پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی ہے وہ دہائیوں کی بات بن جائیگی۔ وہ سالوں کی بات بن جائیگی۔ تم اگر شامل ہو یا نہ ہو۔ جماعت احمدیہ بہر حال تن من دھن کی بازی لگاتے ہوئے جس طرح پہلے اس راہ میں قربانیاں پیش کرتی ہے کرتی رہی ہے آج بھی کر رہی ہے۔ کل بھی کرتی چلی جائیگی اور اس آخری فتح کا سہرا پھر صرف جماعت احمدیہ کے نام لکھا جائیگا۔ پس آؤ اور اس مبارک تاریخی سعادت میں تم بھی شامل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اسکی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں تمہاری خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔''

(خطبہ جمعہ 3 اگست 1990ء)

اب آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہیکہ وہ ہمارے آقا فداہ نفسی خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو مقام محمود عطا کر کے جنت الفردوس میں جگہ دے اور آپؒ کی روح پر اللہ تعالیٰ کی ہزار ہا رحمتیں اور سلامتی نازل ہو کیونکہ آپؒ نے امت مسلمہ کی جو راہنمائی اور خدمت کی ہے خاص طور پر عرب اقوام کی وہ اسبات پر ڈالی ہے کہ آپ واقعتاً حضرت مسیح موعودؑ کی اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق ہیں

انّ ربی قد بشرنی فی العرب والھمنی ان امونھم واریھم طریقھم واصلح لھم شئونھم و ستجدونی فی ھذا الامر ان شاء اللّٰہ من الفائزین

(حمامۃ البشریٰ)

یعنی میرے رب نے عرب کی نسبت مجھے بشارت دی ہے اور الہام کیا ہے کہ میں ان کی خبر گیری کروں اور ٹھیک راہ بتاؤں اور ان کا حال درست کروں اور انشاء اللہ مجھے اس معاملہ میں کامیاب و کامران پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر کو بھی اپنے نور سے منور کر دے کیونکہ حضورؒ نے قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں تمام دنیا کو منور کیا۔

خورشید مثال شخص کل شام مٹی کے سپرد کر دیا ہے
اندر بھی زمیں کے روشنی ہو مٹی میں چراغ رکھدیا ہے

الھم صل علی محمدٍ وعلی اٰلِ محمدٍ

كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انک حمید مجید

اُذْکُرُوْا اَمْوَاتَکُمْ بِالْخَیْرِ کے تحت

والد محترم سیّد محمد شاہ صاحب سیفی مرحوم

کا

ذکر خیر

{ڈاکٹر سیّد بشارت احمد شاہ - ریجنل امیر جرمنی}

قبل اس کے کہ میں اپنے والد محترم کا کچھ ذکر خیر کروں۔ضروری ہے کہ پہلے اپنے دادا حضرت سیّد سیف اللہ شاہ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت وحالاتِ زندگی پر اجمالاً روشنی ڈالوں۔ ہمارے دادا جان پیر و مرشد تھے جو کہ ان کے خاندان کا طرّہ اِمتیاز تھا۔ مگر اپنی اوائل عمری میں ہی حضرت دادا جان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شرفِ مریدی از رب العالمین حاصل ہوا تھا۔آپ کے تابع ہندوستان اور موجودہ پاکستان میں ہزاروں لوگ گوشوارہَ مریدی میں منسلک تھے۔مگر اللہ تعالیٰ نے آپ حضرت کو بروقت امامِ کامگار کی پہچان کی توفیق بخشی اور آپ باوجویکہ پیر تھے، مسیح آخرالزّمان کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے۔وباللہ التوفیق

آپ کے قبولِ احمدیت کا واقعہ جو اُنہی کے الفاظ میں کتاب تاریخ احمدیت جموں و کشمیر صفحہ ۶۸-۷۰ میں درج ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ

میری پیدائش ۱۲۹۹ھ کے شروع میں ہوئی۔بچپن سے میری یہ آرزو تھی کہ مجھے کوئی ایسا کامل پیر ملے جو سب سے اعلیٰ پایہ کا ہو۔جس کے ذریعہ سے میں ہدایت پاؤں۔بلکہ اس آرزو کے پورا ہونے کے لیے میں بکثرت دعائیں بھی کرتا تھا۔دادا جان تحریر کرتے ہیں کہ غالباً ۱۲-۱۳ سال کی عمر تھی کہ خواب میں اپنے آپ کو یاڑی پورہ میں پایا (اس وقت میں یاڑی پورہ سے ناآشنا تھا) خواب میں مَیں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رسولِ کریم صلعم کے بروز اور خادم ہیں۔میرے والد صاحب سیّد اَسداللہ شاہ صاحب ہر سال پنجاب میں مریدوں کے پاس دورہ پر جایا کرتے تھے۔واپسی پر وہاں کے حالات بتاتے تھے۔یہ بھی بیان کرتے تھے کہ پنجاب کے ایک قادیان نامی گاؤں میں ایک شخص مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور آریوں اور عیسائیوں کو مناظروں میں لاجواب کرتے ہیں۔کوئی شخص ان کے ساتھ مناظرہ کرنے کی تاب نہیں لاتا۔ اور آپ مستجاب الدعوات بھی ہیں اور پیشگوئی بھی بہت کرتے ہیں جو پوری بھی ہوتی ہیں .... ان باتوں کا میرے دل پر اثر تھا۔ والدہ صاحبہ کی وفات کے بعد میں والد صاحب کے ساتھ پنجاب گیا۔کچھ ٹریکٹ مسیح موعودؑ کے ملے۔ان کو بغور پڑھا۔ کئی بار پنجاب جانے کا موقعہ ملا۔لیکن بیعت کرنی میسّر نہ ہوتی تھی۔ ہاں خط وکتابت کا سلسلہ جاری تھا۔والد صاحب کو میں کہتا تھا کہ قادیان مجھے لے چلو۔مگر وہ بات کو ٹال دیتے تھے۔ ۱۳۱۳ھ کو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بیعت کے لیے خط روانہ کیا۔پھر والد صاحب کی وفات کے بعد ۱۹۰۸ء میں خاکسار لاہور پہنچا۔وہاں معلوم ہوا کہ حضورؑ خواجہ کمال الدین صاحبؓ کے مکان پر تشریف فرما ہیں۔میں وہاں گیا۔جب ایک کھڑکی جس میں شیشہ نہ تھا سے میری نظر چہرہ مبارک پر پڑی تو مجھے یقین ہوگیا کہ حضورؑ سچے ہیں۔اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بیعت کرنے والے آگے آجائیں۔تو میں اور دیگر دو آدمیوں نے حضورؑ کے دست مبارک پر بیعت کی اور حضورؑ نے دعا فرمائی۔

اس موقعہ پر کئی معزز صحابی موجود تھے۔
(بحوالہ تاریخ جموں و کشمیر مصنف اسد اللہ کشمیری صفحہ ۶۹-۷۰)
دادا جان کی وفات ۱۹۵۷ء کو ہوئی۔ ان کی اولاد میں سیّد یوسف شاہ صاحب، سیّد محمد شاہ صاحب، سیّد عبدالسلام شاہ صاحب اور دو لڑکیاں تھیں۔

والد محترم سیّد محمد شاہ سیفی مرحوم کا ذکر خیر

جیسا کہ اوپر تحریر کیا جا چکا ہے کہ محترم والد صاحب حضرت سیّد سیف اللہ شاہ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے صاحبزادے تھے اور پیدائشی احمدی تھے۔ تاہم موصوف مرحوم کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ جب سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ ۱۹۲۱ء میں باردوم کشمیر تشریف لائے تو سرینگر سے بذریعہ کشتی کھنہ بل تشریف لائے۔ اس موقعہ پر آپ نے کھنہ بل ہاؤس بوٹ میں اکیلے اُن کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ وہاں اُسوقت حضرت مولانا حافظ روشن علی صاحبؓ موجود تھے۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ آپ کو بوجہ احمدی ہونے کے کافی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مخالفین احمدیت نے آپ کو کئی بار مقدمات میں پھنسایا اور کافی وقت ضائع کیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور خلیفہ وقت کی دعاؤں کے طفیل ہر موقعہ پر موصوف کو کامیابی ملی اور دشمن کو ہر موقعہ پر شرمندگی اٹھانی پڑی۔

اس خاندان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بہت سے افراد عالم و فاضل گزرے ہیں اور اس خاندان کا سلسلہ حضرت علیؓ کی پنتالیسویں پشت میں جا کر ملتا ہے۔ جسکا ذکر تاریخ کشمیر اعظمی، تاریخ کشمیر سلطانی، تاریخ اقوام کشمیر مصنف محمد الدین فوق میں ملتا ہے۔ یہ کتب اس وقت بھی موجود ہیں۔

محترم والد صاحب مرحوم اہلِ قلم میں شمار کیے جاتے ہیں۔ جون ۱۹۵۱ء میں آپ نے حضور علیہ السلام کی کتاب کشتی نوح میں مندرجہ تعلیم اور دس شرائط بیعت کا بزبانِ کشمیری الموسوم ''دعوتِ عمل'' اشعار کے رنگ میں ترجمہ کیا ہے۔ جو کہ موجود ہے۔ نیز کتاب ''ملک الباب والبہا'' کے بھی مصنف ہیں۔ آپ اپنے بچپن ہی سے ایک باعمل، دیندار اور دین اسلام کے سچے اور حقیقی علمبردار تھے۔ آپنے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ تبلیغ و نشر و اشاعتِ اسلام میں بسر کیا۔ آپ کا اصل خمیر اور ضمیر اپنے بزرگانِ سلف اور خاندانی تقویٰ اور پرہیزگاری کا آئینہ دار تھا۔ دینِ اسلام کی پاسداری آپ کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ الغرض آپ ایک پاکیزہ سیرت اور بلند پایہ شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے کئی بار خواب میں بزرگانِ دین کی زیارت کی ہے۔ خاص کر آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کی بھی خواب میں زیارت نصیب ہوئی ہے۔ وادئ کشمیر میں مدفون کئی اولیاء اور صوفی بزرگان کی بھی زیارت نصیب ہوئی ہے۔

والد صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم پر کافی عبور تھا۔ آپ ایک فعّال احمدی سپوت اور ایک نڈر بے خوف داعی الی اللہ بھی تھے۔ ہزاروں لوگوں تک آپنے احمدیت کا پیغام پہنچایا اور درجنوں افراد آپ کے ذریعہ حقیقت سے آشنا ہو کر احمدیت میں داخل ہوئے۔

قصبہ بیج بہاڑہ میں بوجہ اقلیت میں ہونے کے مرحوم کی شدید مخالفت آخر دم تک ہوتی رہی یہاں تک کہ بائیکاٹ بھی کیا گیا اور قتل کی دھمکیاں بھی دی گئیں اور مکان پر بھی حملہ کیا گیا۔ مگر موصوف نے اس کی ذرّہ بھی پرواہ نہ کی۔ بلکہ ہر موقعہ پر ثابت قدم رہے۔ چونکہ آپ ایک استاد تھے۔ اس لیے ہزاروں ایسے طالبعلم ہیں۔ جنھوں نے آپ سے کچھ سیکھا اور بہت سے شاگرد ایسے بھی ہیں۔ جو اچھے اچھے عہدوں پر فائز ہیں۔ اس لیے عوام میں آپ کی بہت عزت اور وقار تھا۔ موصوف جب بھی اپنے قصبہ بیج بہاڑہ، کھنہ بل، اننت ناگ کی سڑکوں سے گزرتے تو آپکے جاننے والے آپ کو السلام علیکم عرض کرتے۔ اور آپ کا بے حد احترام کرتے۔ علاوہ ازیں دیگر متعدد مقامات پر بھی لوگ آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مرحوم فاضل استاد ہونے کے ساتھ ساتھ حق گو، متقی، دیانتدار، ملنسار اور خوش خلق انسان تھے۔ جس کا اپنے اور بیگانے بھی اعتراف کرتے ہیں۔

آپ فارسی اردو اور کشمیری زبان کے قادر الکلام شاعر تھے۔ عربی اور پنجابی میں بھی شعر کہتے تھے۔ آپ کے اشعار مندرجہ ذیل اخبارات و رسالہ جات میں مطبوعہ ہیں۔ اخبار بدر- رسالہ فرقان- مشکوٰۃ (قادیان)، الفضل، الفرقان (ربوہ)، آزاد نوجوان (مدراس) علاوہ

ازیں سرینگر کشمیر کے مقامی جرائد میں طبع ہوتا رہا۔ مثلاً گلزار، خدمت، روشنی، رہنما اور کرم ویرو غیرہ۔

(تاریخ احمدیت جلد ۱۹ فصل سوم، حضرت سیّد سیف اللہ شاہ صاحب صفحہ ۵۷۴ مؤلف مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرّخ احمدیت)

آپ کے کلام میں سے چند اشعار بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

جہاں پر ماہ خور چڑھتا ہے بھائی　　وہاں پر احمدیت ساتھ آئی
گدائے مصطفیٰ ہیں احمدی ہیں　　تعصب سے کہے جا میرزائی
مئے توحید کے رِندوں سے مت چھیڑ　　بصد آداب سیفی کی دہائی
اظہار حقیقت سے ڈرتا نہیں سیفی
تبلیغ ضیا پاش سے مستور نہیں ہوں

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب پاکستان میں ۱۹۵۳ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف ایک شورش پیدا کی گئی اور مخالفت کا طوفان کھڑا کیا گیا۔ تو اس وقت یہاں بھی مرحوم کو قتل کرنے کی سازش کی گئی۔ جو کہ قبل از وقت بفضلِ تعالیٰ ظاہر ہوگئی اور سازش کرنے والے شخص نے اس سازش میں شریک ہونے سے سرے سے ہی انکار کر دیا۔ تب موصوف مرحوم نے کہا کہ خدا تعالیٰ جھوٹے کو سزا دے اور اس کی گرفت کرے۔ چنانچہ دوسرے دن تین بجے شخص مذکور کو اپنے ہی بھائی نے جو دماغی توازن کھو چکا تھا۔ گردن پر کاری ضرب لگائی۔ جس سے وہ شخص وہیں پر مر گیا۔

اسی طرح ۱۹۷۹ء میں جب پاکستان کے وزیرِ اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دے دی گئی۔ تو اسوقت بھی کشمیر میں احمدیوں کے خلاف ایک شور شرابہ کھڑا کیا گیا۔ قصبہ بیج بہاڑہ میں بھی اس وقت واحد احمدی گھرانہ کو تنگ کرنا تو بہت آسان تھا۔ چنانچہ اس موقعہ پر ایک ہجوم نے مرحوم کے مکان پر دھاوا بول دیا۔ اور کھڑکیاں وغیرہ توڑ دیں۔ چونکہ اس جلوس میں کچھ شرفاء اور واقف کار بھی تھے۔ جب موصوف کو یہ آواز دی گئی کہ آپ نیچے آجائیں تو آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔ چنانچہ موصوف نیچے آئے تو کچھ بدمعاش افراد نے آپ اور جماعت احمدیہ کے لیے ہتک آمیز الفاظ استعمال کیے۔ اس موقعہ پر جب آپ کی گردن مروڑنے کی کوشش کی گئی تو اس وقت مرحوم کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے کہ ”یہ کربلا ہے اور امام عالی نے رخصت لی تھی۔ مگر تم نے رخصت بھی لینے نہ دی۔ تم اپنا کام کرو۔ میں نے یہاں آنکھ بند کرنی ہے اور وہاں کھولنی ہے۔ یہ سفر مختصر ہے۔“ یہ کہنا ہی تھا کہ کچھ لوگوں نے یہ سنکر مرحوم کو چھوڑ دیا۔ اس طرح آپ کو غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرنے کا موقعہ ملا۔ الحمدللہ

والد مرحوم نہ صرف خود احمدیت اور خلافت احمدیہ سے صدقِ دل سے وابستہ رہے بلکہ اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ یہی تلقین کرتے رہے کہ سلسلہ احمدیہ اور خلافت احمدیہ سے ہمیشہ اپنے آپ کو وابستہ رکھنا۔ اور اس نعمت کی قدر کرنا۔ مرحوم آخر دم تک اپنے اس عہد پر کاربند رہے۔ آپ کو اپنی زندگی میں حج بیت اللہ اور مدینہ پاک کی زیارت کی بیحد تمنا رہی۔ مگر آپ پر بے شمار ذمہ داریاں عائد تھیں۔ جن سے آخری عمر تک عہدہ برا نہ ہو سکے۔ ابھی یہ آرزو تشنۂ تکمیل ہی تھی کہ داعی اجل کو لبّیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احمدی احباب کے لیے حج کے واسطے ساز گار حالات نہ پاتے ہوئے اکثر فرمایا کرتے۔ کوئی میری طرف سے حج بدل ہی کر لیتا۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے خاکسار کو ۲۰۰۱ء میں جرمنی سے براستہ (میلانو) اٹلی والد مرحوم کی طرف سے حج بدل کرنے کی توفیق بخشی۔ الحمدللہ علیٰ ذلک

والد مرحوم ۱۴/اکتوبر ۱۹۸۴ء کو دن کے چار بجے صورہ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ سرینگر میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اُس روز مرحوم کو قومی شاہراہ پر بیج بہاڑہ میں ایک ٹرک سے ٹکر لگی تھی۔ جس کے بعد آپ کو سرینگر ہسپتال لیجایا گیا تھا۔ مگر جانبر نہ ہو سکے۔ آپ کی وفات کی خبر سنکر وادئ کشمیر میں افرادِ جماعت کے علاوہ غیر از جماعت افراد نے بھی کافی دکھ اور رنج و غم کو اظہار کیا۔ نیز اس موقعہ پر کئی ملکی اخبارات نے موصوف کی علمی و ادبی خدمات کو سراہتے ہوئے آپ کی علمی قابلیت کو اجاگر کیا۔ مثلاً کشمیر ٹائمز، ڈیلی ٹیلی گراف، ٹریبیون، ہند سماچار، سرینگر ٹائمز، آفتاب، ہلال وغیرہ۔

موصوف چونکہ موصی تھے اس لیے مرحوم بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں۔ قادیان میں ایک کثیر تعداد میں احمدی افراد نے نماز جنازہ ادا کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی از راہِ شفقت لندن میں مرحوم کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت

الفردوس عطا کرے اور لواحقین کو انکے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ نیز والدہ محترمہ کو کامل شفایابی عطا کرے۔ آمین

اخبار مجالس

جماعت احمدیہ کونڈور ورنگل میں جلسہ یومِ مصلح موعودؓ کا انعقاد

جماعت احمدیہ کونڈور ورنگل میں مورخہ ۶ رمارچ کو مکرم عبدالرحمان صاحب صدر جماعت کونڈور کی صدارت میں یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوتِ قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولوی ایچ. ناصرالدین صاحب نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے پسِ منظر اور اس کی صداقت کے موضوع پر، مکرم انعام الکبیر صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے حسین کارنامے کے عنوان پر، مکرم عبدالستار صاحب نے تلگو زبان میں اور خاکسار نے نظامِ جماعت کی اطاعت کے عنوان پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ یہ بابرکت جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں ۱۵۰ احباب شامل ہوئے جنمیں خدام، انصار و اطفال کے علاوہ لجنہ و ناصرات بھی شامل ہوئیں۔ (شریف خان مبلغ سلسلہ پالاکرتی، ورنگل، آندھرا پردیش)

جماعت احمدیہ جی تمڑ پلی میں جلسہ یومِ مصلح موعودؓ کا انعقاد

جماعت احمدیہ G تمڑ پلی میں مورخہ ۷ رمارچ کو مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ جی تمڑ پلی کی صدارت میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم مولوی ایچ. ناصرالدین صاحب مبلغ سلسلہ نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے پسِ منظر اور اسکے پورا ہونے کے عنوان پر کی۔ بعد ازاں خاکسار نے قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ کی رُو سے پیشگوئی مصلح موعودؓ کی صداقت کے موضوع پر، مکرم انعام الکبیر صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے کارنامے کے عنوان پر اور مکرم نذیر احمد صاحب نے تلگو زبان میں تقریر کی۔ دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں تقریباً ۷۰ افراد شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہر آن ہماری تائید و نصرت فرمائے۔

(خاکسار شریف خان، مبلغ سلسلہ پالاکرتی، ورنگل، آندھرا پردیش)

جے پور میں جماعتی بک اسٹال کا انعقاد

گذشتہ سال کی طرح امسال بھی مجلس خدام الاحمدیہ جے پور کو نیشنل بک فیئر میں جماعت کی طرف سے اسٹال لگانے کا موقعہ ملا جس کے ذریعہ سینکڑوں افراد تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچایا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر اور نیک نتائج ظاہر فرمائے۔

(شریف احمد فاروقی، قائد صوبائی راجستھان)

جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام

مورخہ ۲۶ رمارچ کو جامع مسجد احمدیہ یاری پورہ کشمیر میں جلسہ یومِ مسیح موعودؑ محترم عبدالحمید صاحب ٹاک امیر صوبائی کشمیر کی صدارت میں تلاوتِ قرآن کریم اور نظم کے ساتھ شروع ہوا۔ جس میں خاکسار نے ''صداقت حضرت مسیح موعودؑ'' اور مکرم سیّد امداد علی صاحب نے ''سیرت مسیح موعودؑ'' اور مکرم اعجاز احمد صاحب لون قائد مجلس نے ''حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ رسولؐ'' کے عنوان پر تقریر کی۔ بعد صدارتی خطاب و دعا یہ بابرکت اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ اس کے فیوض سے سب شارکین کو فیضیاب کرے۔ آمین

(خاکسار محمود احمد ٹاک، ناظم تعلیم وتربیت مجلس خدام الاحمدیہ یاری پورہ، کشمیر)

جلسہ یومِ مصلح موعودؓ

مورخہ ۲۶ رفروری کو کو جامع مسجد احمدیہ یاری پورہ کشمیر میں جلسہ پیشگوئی مصلح موعودؓ محترم میر عبدالرحمٰن صاحب نائب امیر و سیکریٹری مال یاری پورہ کی صدارت میں تلاوتِ قرآن کریم اور نظم کے ساتھ شروع ہوا۔ اس جلسہ میں خاکسار نے ''پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پسِ منظر اور اس کے نتائج'' کے عنوان پر، مکرم شریف احمد صاحب بٹ نے ''حضرت مصلح موعودؓ کی قرآن دانی'' کے عنوان پر اور مکرم مولوی سیّد امداد علی شاہ صاحب نے ''حضرت مصلح موعودؓ کے کارہائے نمایاں'' کے عنوان پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(محمود احمد ٹاک، ناظم تعلیم وتربیت مجلس خدام الاحمدیہ یاری پورہ، کشمیر)

برازلو جاگیر میں جلسہ یومِ مصلح موعودؓ

مورخہ ۷ رمارچ کو مجلس خدام الاحمدیہ برازلو جاگیر میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کی صدارت میں تلاوت اور نظم کے ساتھ شروع ہوا۔ اس جلسہ میں مکرم تنویر احمد خانصاحب نے ''حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت طیبہ کے چند درخشاں پہلو'' اور مکرم اشتیاق احمد

خانصاحب نے ''پیشگوئی مصلحِ موعودؓ'' کے عناوین پر تقاریر کیں۔ اللہ تعالیٰ اس اجلاس کے نیک اور دوررَس نتائج ظاہر فرمائے۔

سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ آگرہ سرکل

الحمدللہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ آگرہ سرکل کو اپنا سالانہ اجتماع بمقام دھنولی آگرہ منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں مرکزی طور پر محترم مبارک احمد صاحب چیمہ نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے بطور نمائندہ شرکت کی۔

اجتماع کا آغاز ۱۰/مارچ کو نماز تہجد اور ازاں بعد نماز فجر اور درسِ قرآن کے ساتھ ہوا۔ دس بجے خدام واطفال کے مختلف ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ شام ساڑھے پانچ بجے تلاوت، نظم اور تقاریر کے مقابلہ جات کا انعقاد ہوا۔ اس کے بعد اختتامی اجلاس کی کارِروائی زیرِ صدارت محترم مبارک احمد صاحب چیمہ عمل میں آئی۔ جس میں مکرم کمال الدین خانصاحب، مکرم ظہیر احمد صاحب بھٹی، مکرم رئیس احمد صاحب صدیقی قائد صوبائی یو.پی. اور خاکسار نے خدام واطفال کو مختلف زاویوں سے نصائح فرمائیں۔ صدارتی خطاب کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی اور آخر میں دعا کے ساتھ یہ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ہر جہت سے اس کے روحانی فیوض ظاہر فرمائے۔

(خاکسار سیّد طفیل احمد شہبار، سرکل انچارج آگرہ یو.پی.)

بنگلور میں جلسہ یومِ مسیح موعودؑ کا انعقاد

مورخہ ۲۸/مارچ کو بعد نماز عصر مسجد ولسن گارڈن میں زیرِ صدارت محترم امیر صاحب بنگلور جلسہ یومِ مسیح موعودؑ منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم قریشی عبدالحکیم صاحب سیکریٹری تعلیم، مکرم مولوی طارق احمد صاحب، خاکسار اور مکرم قریشی عظمت اللہ صاحب نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام کو پہنچا۔ (محمد کلیم خان۔ مبلّغ سلسلہ بنگلور)

کانپور میں جلسہ یومِ مسیح موعودؑ

مورخہ ۲۳/مارچ کو بعد نماز مغرب وعشاء شفیع ہال چمن گنج (کانپور) میں خاکسار کی صدارت میں جلسہ یومِ مسیح موعودؑ کا انعقاد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم ثمر احمد خان صاحب، مکرم خلیل احمد صاحب صدیقی اور مکرم اطہر منور صاحب صدیقی قائد مجلس کانپور نے سیرت حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق تقاریر کیں۔ خاکسار کی صدارتی تقریر کے بعد دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(خاکسار محمد رئیس صدیقی - قائد صوبائی یو.پی.)

چندہ پور وکاماریڈی میں جلسہ یومِ مسیح موعودؑ کا انعقاد

مورخہ ۲۸/فروری کو مسجد احمدیہ چندہ پور میں مکرم محمد معین الدین صاحب قائم مقام صدر چندہ پور کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم غلام محمد صاحب احمدی، خاکسار، مکرم مولوی محمد عمر صاحب، مبارک احمد صاحب اور محمد حبیب اللہ شریف صاحب نے تقاریر کیں۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(سی.کے.ریاض الدین معلم سلسلہ، کاماریڈی، آندھرا پردیش)

سونگڑہ میں ایک تبلیغی جلسہ کا انعقاد

بفضلہٖ تعالیٰ مورخہ ۱۵/مارچ کو بعد نماز مغرب وعشاء مکرم میر عبدالرحیم صاحب صدر جماعت سونگڑہ کی صدارت میں ایک تبلیغی جلسہ کا انعقاد عمل میں آیا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم شکر اللہ صاحب معلم سلسلہ، محترم مولانا محمد حمید صاحب کوثر ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد و تعلیم القرآن وقفِ عارضی، محترم مولوی عنایت اللہ صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ بھارت اور مکرم شمس الحق صاحب معلم سلسلہ نے نہایت احسن پیرایہ میں جماعت کا تعارف پیش کیا اور اس کے عقائد پر روشنی ڈالی۔

اللہ تعالیٰ اس کے بہتر اور دوررَس نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

(خاکسار سیّد فضل مومن قائد مجلس خدام الاحمدیہ سونگڑہ، اڑیسہ)

حیدرآباد کی ڈائری

تربیتی اجلاسات: مورخہ ۷/مارچ کو بعد نماز بعد نماز فجر مسجد احمدیہ فلک نما میں ایک تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا۔ تلاوت ونظم کے بعد دو خدام نے تقاریر کیں اسی طرح مکرم مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ سلسلہ نے تربیتی امور پر روشنی ڈالتے ہوئے دینی سوالات کے جوابات دئے۔

☆اسی روز بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ سعید آباد میں محترم عارف قریشی صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی زیر صدارت ایک اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں اور بعدہ محترم مبلغ صاحب نے حاضرین کے سوالات کے جوابات دئے۔

❁ مذکورہ بالا طریق پر ہر دو مساجد میں ماہ مارچ کی ۱۴، ۲۱ اور

۲۸ تاریخوں میں اجلاسات منعقد کئے گئے جس میں خدام کو مختلف تربیتی امور پر توجہ دلائی جاتی رہی۔

جلسہ یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ: مورخہ ۱۷؍مارچ بعد نماز عصر مسجد احمدیہ حیدرآباد میں محترم صوبائی امیر صاحب آندھرا پردیش کی صدارت میں جلسہ یوم مصلح موعود کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں تلاوت ونظم کے بعد چار تقریر ہوئیں۔

جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام: مورخہ ۲۸؍مارچ کو بعد نماز عصر مسجد احمدیہ حیدرآباد میں محترم مرزا محمود احمد صاحب آف امریکہ کی صدارت میں جلسہ کا انعقاد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر چار تقاریر ہوئیں۔ جلسہ میں کثیر تعداد میں احباب و خواتین نے شمولیت اختیار کی۔

تبلیغی مساعی: دوران ماہ شہر کے مشہور مقام Abids میں تین تبلیغی بک سٹال لگائے گئے۔ ہزاروں افراد تک پیغام حق پہنچایا گیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت ۱۲۰ افراد کو بذریعہ پوسٹ لٹریچر روانہ کیا گیا۔ اسی طرح مخالفین احمدیت کی مخالفت کے پیش نظر ۲۰۰ اخبارات میں لٹریچر ڈال کر روانہ کیا گیا۔ علاوہ ازیں کئی افراد کو انفرادی تبلیغی خطوط روانہ کئے گئے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اعتراضات کے جواب تحریر کرکے بھجوادئے گئے۔

☆ حیدرآباد کے مشہور مہاتما گاندھی بس سٹینڈ کے بک سٹال پر تیلگو قرآن مجید رکھے گئے تھے۔ دوران ماہ دس قرآن مجید فروخت ہوئے۔

خدمت خلق: دوران ماہ خدام الاحمدیہ کے تحت تین خدام کو ملازمت دلائی گئی اور کئی افراد کی ضرورت کے وقت مدد کی گئی۔ اور بہت سے افراد کو مختلف مفید مشورے بھی دئے گئے۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خدام الاحمدیہ حیدرآباد کو اپنے فضل سے نوازے۔ (از طرف مکرم تنویر احمد صاحب قائد مجلس)

مجلس خدام الاحمدیہ ریشی نگر:

خدمت خلق: ☆ صدر صاحب مقامی کی اجازت سے مورخہ ۲۶؍مارچ کو ایک محتاج کے لئے جس کا علاج ومعالجہ کرانا مقصود تھا مبلغ -/487 روپئے دئے گئے۔ ☆ ریشی نگر سے شوپیاں کی بس سروس میں احمدی خدام وطلباء ضعفاء و بزرگان کے لئے سیٹیں وقف کردیتے ہیں جس سے وہ بآرام اپنا سفر کرپاتے ہیں۔ ان خدام کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

وقارعمل: میر محلّہ میں واٹر سپلائی معطّل ہوکر رہ گئی تھی۔ اس کو بحال کرنے میں خدام نے انتھک محنت کرکے کامیابی حاصل کی۔ اسی طرح ایک اور وقارعمل میں جامع مسجد اور اسکے اثاثہ کی بھرپور صفائی ہوئی۔ اس کام میں میں آدھا دن لگا اور ۳۰ خدام نے اس میں حصہ لیا۔

یوم مسیح موعود علیہ السلام: مورخہ ۲۳؍مارچ کو یوم مسیح موعودؑ کے مبارک موقع پر ایک جلسہ زیرصدارت مکرم عبدالرشید صاحب میر منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد تین تقاریر ہوئیں۔ صدارتی خطاب کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ (از طرف مکرم خورشید احمد صاحب میر)

رپورٹ سرکل سیتاپور یو۔پی

جلسہ یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ وزونل اجتماع نومبایعین

الحمد للہ کہ مورخہ ۱۹، ۲۰ فروری کو دوروزہ زونل اجتماع منایا گیا۔ اس موقع پر محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت بھی قادیان سے تشریف لائے تھے۔ مورخہ ۱۹ مارچ سے نومبایعین کے علمی و ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ اگلے دن باجماعت نماز تہجد ادا کی گئی اور بعد نماز فجر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ پر درس دیا گیا۔ معاً بعد اجتماعی وقارعمل کیا گیا جس میں مشن کے گرد ونواح کی صفائی کی گئی۔ تمام نومبایعین خدام و اطفال نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اختتامی پروگرام: ٹھیک ۱ بجے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے تربیت نومبایعین سے متعلق خطبہ جمعہ دیا۔ نماز کے معاً بعد محترم چودھری محمد نسیم صاحب صوبائی امیر یوپی کی زیرصدارت اجتماع کی اختتامی کاروائی کا آغاز ہوا۔ ڈاکٹر ہری دت صاحب صدر بندھو سیوا کمیٹی و نومبایعین نے محترم صوبائی امیر صاحب یوپی اور مہمان خصوصی محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی گل پوشی کی۔

تقریب تقسیم انعامات: علمی و ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والے خدام واطفال کے درمیان محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے انعامات تقسیم فرمائے۔ اسی طرح ورزشی مقابلہ جات کے انعامات محترم امیر صاحب صوبائی یوپی نے تقسیم فرمائے۔ صدارتی دعا کے بعد اجتماع اختتام پزیر ہوا۔

مجلس سوال وجواب: پروگرام کے اختتام کے معاً بعد محترم صوبائی امیر صاحب یوپی وصدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے ساتھ زیر تبلیغ احباب کے ساتھ ایک مختصر سی ٹی پارٹی رکھی گئی جس میں سوال و جواب کی محفل بھی لگی۔ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے زیر تبلیغ افراد و نومبایعین کے سوالات کے واضح جوابات دئے۔ جس

سے زیرتبلیغ افراد بہت متاثر ہوئے۔اللہ تعالیٰ سعید روحوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ مجلس سوال وجواب ونماز مغرب وعشاء کے معاً بعد جملہ شرکاء اجتماع نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ۲۰ فروری کا خطبہ جمعہ M.T.A پر دیکھا۔

(از طرف مکرم ظفر احمد صاحب گلبرگی سرکل انچارج سیتاپور)

زیتون کا تیل

مرسلہ: نصرت جہاں شفقت، یاری پورہ (کشمیر)

روغن زیتون کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس میں سو سے زیادہ خوبیاں ہیں اور یہ ایک ہزار طریقوں سے استعمال ہوسکتا ہے۔ بلاشبہ اس کا تیل خصوصیت کے ساتھ بڑی قدر و قیمت کا حامل ہے۔ سپین کی ایک کہاوت ہے کہ زیتون کا تیل ہر بیماری کی دوا ہے۔ اس کی شفائی خواص پر روم کے شاعر روڈو نے خوب نغمہ سرائی کی ہے۔ روم کے کھلاڑیوں کی غذا روغن زیتون سے تیار کی جاتی تھی اور جسم میں طاقت اور پھرتی پیدا کرنے کے لیے وہ اسے جسم پر بھی ملتے تھے۔ روغن زیتون جنوبی یورپ کے ملکوں میں کھانا پکانے کے لیے بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ ان ملکوں میں تصلب الشرائن اور اس سے پیدا ہونے والے عوارض مثلاً دماغ کی رگ کا پھٹ جانا وغیرہ دیگر ممالک کے مقابلے میں بہت کم پائے جاتے ہیں۔

یورپ میں زیتون کے درخت سب سے زیادہ سپین میں پائے جاتے ہیں۔ دوسرا نمبر اٹلی کا ہے لیکن اٹلی کے زیتون کا تیل سب سے اچھا ہوتا ہے۔ فرانس کا روغن زیتون بھی اٹلی کے تیل کے ہم پایہ ہے۔ گہرا سبز یا گہرا زردی مائل بھورا تیل اچھا نہیں ہوتا۔ بہترین تیل نہایت خفیف سبز یا سنہری ہوتا ہے۔

زیتون کے تیل سے ہر قسم کے کھانے تیار کئے جاسکتے ہیں۔ اس کی مالش سے جلد نرم رہتی ہے۔ رنگ نکھر آتا ہے اور اعصاب میں قوت آتی ہے۔ یہ تمازت آفتاب سے جلد کی حفاظت کرتا ہے۔ اس غرض کے لیے کوئی کریم روغن زیتون سے بہتر نہیں ہے۔ سر پر لگانے سے بفا کو دور کرتا ہے اور بالوں کو گرنے سے روکتا ہے اور جلد کو سفید نہیں ہونے دیتا۔ زکام اور دردسر کو رفع کرتا ہے۔ آنتوں کو طاقت دینے کے لیے اس سے بہتر کوئی دوا نہیں ہے۔ آنتوں کو طاقت دے کر قبض کو رفع کرتا ہے۔ معدہ اور آنتوں کے التہاب، زخموں اور چھالوں میں نہایت مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کو مار کر نکال دیتا ہے۔ آنتوں کے مروڑ اور پیچش میں نہایت مفید ہے۔ ریاح کو خارج کرتا ہے، بلغم کو دفع کرتاہ ہے اور سدے نکالتا ہے۔ آنتوں اور بواسیری مسوں کی سوزش اور درد کو رفع کرتا ہے۔ فالج واسترخا کو نافع ہے۔ دردوں کو تسکین دیتا ہے۔ آنکھوں میں لگانے سے بصارت میں قوت آتی ہے۔ نزلے کے پانی کو روکتا ہے۔ آنکھ میں لگانے سے پانی بند ہو جاتا ہے۔ اگر ہمیشہ لگاتے رہیں تو موتیا بند کو تحلیل کر دیتا ہے اور آپریشن کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ آنکھوں کے دھند، جالے اور پھنسی کو رفع کرتا ہے۔ دانتوں پر ملنے سے مسوڑھوں اور ہلتے ہوئے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ کان میں اگر پانی بھر جائے تو اس کے ڈالنے سے نکل آتا ہے۔ اس کا کھانا مرگی اور بواسیر کے مریض کے لیے مفید ہے۔ گردے کی پتھری کے لیے مفید ہے۔ پیشاب اور پسینہ کھل کر آتا ہے۔ اس کی مالش سردی کے اثر کو زائل کرتی ہے اور رنگ نکھارتی ہے۔ زہریلی دوا کی قوت کو توڑتا ہے۔ گرم کر کے بچھو کے کاٹے ہوئے مقام پر لگانے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ ورموں کو تحلیل کرتا، زخموں کو بھرتا اور کھجلی کو رفع کرتا ہے۔ داد اور گنج کے لیے مفید ہے۔ اس کی مالش عرق النساء اور وجع المفاصل کو نفع دیتی ہے۔ کمزور اور لاغر بچوں کے لیے اس کی مالش بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ روغن زیتون سے تیار کیا ہوا صابن دوسری قسم کے صابن سے اچھا ہوتا ہے۔

درخواست دعا

مکرم جاوید احمد صاحب ملک اور مکرم الطاف حسین صاحب ڈار آف آسنور کشمیر عرصہ ڈیڑھ سال سے اسیر ہیں۔ باعزت رہائی کے لیے، تمام پریشانیوں کے ازالہ کے لیے درخواست دعا ہے۔

(ادارہ)

شہد کے جادو اثر فارمولے

امۃ الرؤف اہلیہ مکرم محمد ابراہیم صاحب ناصر-قادیان

شہد کی بہت تعریف کی گئی ہے۔ انجیل میں ۲۱ مرتبہ اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اسے انسان کے لیے شفاء بتایا گیا ہے شہد مکھیوں کے چھتے کا پھل ہے یہ دراصل پھولوں کی روح افزا خوشبوؤں اور خون کی مقدار زیادہ پیدا کرنے والی نایاب قیمتی چیزوں کا شربت ہے حساب لگا کر دیکھا گیا ہے کہ سیر بھر شہد اکٹھا کرنے کے لیے باسٹھ ہزار پھولوں کا رس مکھیوں کو چوسنا پڑتا ہے اور ان مکھیوں کو ۳۷ لاکھ دفعہ ایک پونڈ شہد جمع کرنے کی خاطر جانا پڑتا ہے ہر ایک چھتے میں تقریباً ۷۵ ہزار مکھیاں کام کرتی ہیں۔ ایک سیزن یا موسم میں ایک سو پونڈ شہد تیار کرنے کے لیے چھتے کی مکھیوں کو کچھ نہیں تو غالباً پچاس ہزار میل کی مسافت طے کرنی پڑتی ہے۔ گویا وہ ارض کا دوبار چکر لگا لیتی ہیں۔ پتہ چلا ہے کہ اوسط درجہ کے ایک پھول سے شہد کی ایک مکھی ایک مرتبہ میں نصف رتی کا زیادہ سے زیادہ آٹھواں حصہ چوس سکتی ہے۔

شہد کے کچھ بہت کارآمد ٹوٹکے جو بہت فائدہ مند ہیں آپ بھی استعمال کر کے دیکھیں۔

❁ اگر کھانسی ہو تو شہد کی گرم گرم چائے پینا بہت ہی فائدہ مند ہے۔ اگر رات کو سونے کے وقت شہد کی گرم چائے میں لیموں کا ذرا سا رَس ملا لیا جائے تو اور بھی زیادہ فائدہ ہوگا۔

❁ بلغم بڑھ جائے تو گرم دودھ یا پانی میں شہد ملا کر پینا چاہیئے۔ اکثر میٹھی اشیاء سے بلغم بڑھاتی ہیں لیکن شہد سے بلغم بہت جلد دور ہو جاتی ہے۔

❁ ایک گلاس گرم پانی میں آٹھواں حصہ شہد ملا کر پینے سے بدن کی بڑھی ہوئی چربی کم ہو جاتی ہے آدمی دبلا ہو جاتا ہے۔

❁ مور کے پَر کی راکھ میں شہد ملا کر چاٹنے سے ہچکی درد ہو جاتی ہے۔

❁ سرکہ میں نمک اور شہد ملا کر جسم میں لگانے سے چھائیاں دور ہو جاتی ہیں۔

❁ دو بڑے چمچے شہد کے گرم دودھ میں اچھی طرح حل کریں۔ دو بار دن میں پی لیا جائے نیا خون بنتا ہے اور پُرانا خون صاف ہو جاتا ہے۔

❁ میعادی بخار کے لیے شہد اکسیر ہے جب مریض بھوک محسوس کرے اور کچھ غذا طلب کرے تو اُسے دو چھوٹے چمچے شہد تھوڑے گرم دودھ میں ملا کر پلا دیا جائے بہت فائدہ ملے گا۔

❁ جب طبیعت نڈھال ہو اور آپ کمزوری محسوس کریں تب بلا تامل ایک چمچہ شہد چاٹ لیں۔

❁ شہد خوبصورتی کے لیے مفید ہے پہلے چہرے کو بیسن سے دھو کر صاف کریں ایک چمچ، شہد، پانی، لیمو کا رَس ملا کر اچھی طرح چہرے پر لگالیں۔ ۱۰-۱۵ منٹ بعد کسی ملائم کپڑے سے صاف کر دیں۔ پھر ٹھنڈے پانی سے دھوڈالیں۔

❁ قبض کے لیے شہد بہت فائدہ مند ہے اگر نیم گرم پانی میں دو چمچ شہد ملا کر پی لیا جائے تو قبض ضرور دور ہوگی۔

چھتے سے نکالنے کے بعد ایک سال تک جو شہد پڑا رہے وہ پُرانا شہد سمجھا جاتا ہے یہ موٹاپا اور چربی کو گھٹاتا ہے۔ کف کو خوب نکالتا ہے جُوں جُوں شہد پرانا ہوتا جاتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ ہلکا اور زود ہضم ہوتا جاتا ہے۔ تازہ شہد کچا ہوتا ہے اُس کا کم استعمال کرنا چاہئے بلکہ ایک سال رکھ کر استعمال کریں۔

وقف عارضی کیجئے

عنقریب ہندوستان کے اسکولوں اور کالجوں میں گرمیوں کی چھٹیاں ہونے والی ہیں۔ اس موقعہ پر نظارت ہٰذا، اساتذہ، لیکچرار، پروفیسر صاحبان اور طالب علموں سے موسمی تعطیلات میں کم از کم دو ہفتے اور زیادہ سے زیادہ چھ ہفتے وقف کرنے کی درخواست کرتی ہے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:-

"میں طالب علموں سے خاص طور پر کہتا ہوں کہ چونکہ گرمیوں کی چھٹیاں آرہی ہیں وہ ضرور وقف عارضی پر جائیں۔ ان کا علم بڑھے گا۔"

"اسی طرح کالجوں کے پروفیسر اور لیکچرار اسکولوں کے اساتذہ کالجوں کے سمجھدار طلباء بھی اپنی رخصتوں کے ایام میں اس منصوبہ کے ماتحت کام کرنے کے لیے پیش کریں۔" (الفضل ۱۲رفروری ۱۹۷۷ء)

وقف عارضی کرنے والے احباب اپنی درخواستیں اپنے صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ نظارت ہٰذا کو بھجوائیں۔

(۲) اسی طرح نظارت ہٰذا جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

کے صوبائی امراء صدر صاحبان اور مبلّغین و معلّمین کرام سے گزارش کرتی ہے کہ اگر وہ کسی جگہ واقفین عارضی بھجوانے کی ضرورت محسوس کرتے ہوں تو نظارت ہٰذا کو ضرور مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً

(نظارت تعلیم القرآن وقفِ عارضی قادیان)

وصایا

وصیت نمبر 15254

میں کے محمود احمد ولد کے محمد علوی پیشہ مبلغ سلسلہ عمر ۳۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن پتھہ پریم ڈاکخانہ پتھہ پریم ضلع مالاپورم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28.1.02 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

اس وقت میری مندرجہ ذیل غیر منقولہ جائداد ایک مکان ہے جس میں میں خود اور میری اہلیہ اور بچیاں رہائش پذیر ہیں۔ یہ مکان خاکسار کی ملکیت ہے بمقام جماعت پتھہ پریم Np.654(A) مکان دس سینٹ زمین کے اندر ہے۔ زمین اور مکان کی موجودہ مارکٹ ریٹ 3 لاکھ روپئے ہے۔ جس کے 1/10 حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ (۲) میری ماہانہ آمد بحیثیت مبلغ سلسلہ احمدیہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے ملنے والی ماہانہ تنخواہ ہے جس کا 1/10 حصہ آمد ہر ماہ ادا کرتا رہوں گا۔ کسی قسم کی زائد آمد ہو یا کوئی مزید جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی میری یہ وصیت جاری ہوگی جس کی اطلاع میں مجلس کارپرداز کو کروں گا۔ میری وفات کے بعد جو بھی میری جائیداد ثابت ہوگی اس پر بھی میری وصیت جاری ہوگی۔ ربّنا تقبّل منّا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
جلال الدین نیر	کے محمود احمد	وسیم احمد صدیقی

وصیت نمبر 15255

میں تنویر احمد ناصر ولد مکرم ناصر احمد صاحب فوجی قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5.5.03 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔

خاکسار اس وقت جامعۃ المبشرین میں خدمت بجالا رہا ہے اور اس وقت میری 2,745/- روپئے مع الاؤنس تنخواہ ہے جس کے 1/10 حصہ تازیست ادا کرتا رہوں گا۔ نیز آئیندہ اگر کبھی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر مجلس کارپرداز قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت 1.5.03 سے نافذ العمل کی جائے۔ ربّنا تقبّل منّا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
نعیم احمد ڈار	تنویر احمد ناصر	مبشر احمد عامل

وصیت نمبر 15256

میں اے رابعہ بی بی زوجہ مکرم محمد یوسف صاحب مالاباری قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۶۸ سال تاریخ بیعت 1965ء ساکن کرولائی ڈاکخانہ کرولائی ضلع میلاپورم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11.8.02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت مندرجہ ذیل جائیداد ہے۔

(۱) زیور طلائی 3.5 تولہ (28 گرام)۔ گلے کا ہار (۲) 17.5 سینٹ زمین بعوض حق مہر 129/1۔ میری اس وقت کوئی آمد نہیں ہے اخراجات خورد ونوش 300 پر ہر ماہ حصہ آمد تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ نیز آئیندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ خاکسارہ کے شوہر موصی ہیں۔ ان کا وصیت نمبر 13848 ہے۔ میری وصیت 1-8-02 سے نافذ کی جائے۔ ربّنا تقبّل منّا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
مولوی محمد یوسف	اے۔رابعہ بی بی	محمد انور احمد

وصیت نمبر 15257

میں بشریٰ جہاں زوجہ مکرم عبدالحمید صاحب کریم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کلکتہ ڈاکخانہ کلکتہ ضلع کلکتہ صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج

بتاریخ 17.3.02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری منقولہ جائیداد از زیورات طلائی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(ا) کان کی بالی تین عدد 21 gram، انگوٹھیاں 3 عدد 7.5 گرام، چوڑیاں 6 عدد اسی گرام، نیکلیس ایک عدد 15 گرام، چین ایک عدد 15 گرام، لاکٹ 1 عدد اڑھائی گرام اور ناک کا کوکا 4 عدد 1 گرام۔ کل وزن 142 گرام قیمت اندازاً -/68160 روپے

(۲) حق مہر بذمہ خاوند -/65,000 روپے (۳) زمین 5 مرلہ واقع ننگل باغبان قادیان میں قیمت -/50,000 روپے۔ مجھے میرے خاوند کی طرف سے ماہانہ مبلغ -/350 روپے جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں اس کا 1/10 حصہ تازیست صدر انجمن احمدیہ قادیان کو داخل خزانہ کرتی رہوں گی۔ اور میری آمد و جائیداد پر میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز اس کے علاوہ اگر مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت مورخہ 02-4-1 سے نافذ العمل ہوگی۔ ربّنا تقبّل منّا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد
محمد مشرق علی — بشریٰ حامد — عبدالحمید کریم

وصیت نمبر 15258

میں T.K ظفر (ظفر اللہ) ولد مکرم T.K ابوبکر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کھیتی باڑی عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمد ساکن کلکلم ڈاکخانہ کاراپورم ضلع ملاپورم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12.10.03 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:

میرے والدین بقید حیات ہیں۔ ہمارا ایک مشترکہ مکان نیلمبور اور ایک کلکولم میں ہے اسی طرح کلکولم میں 14 ایکڑ زمین ہے۔ مجھے اس جائیداد سے جو حصہ ملے گا میں اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گا۔ ان شاء اللہ میرا گزارہ آمد از جائیداد تجارت ماہانہ 1500 روپے ہے۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد باشرح چندہ عام (1/16) اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
اے محمود احمد — T.K ظفر (ظفر اللہ) — H شمس الدین

وصیت نمبر 15259

میں لقمان احمد ظفر ولد مکرم فضل الرحمٰن صاحب درویش مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۳۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمد ساکن محلّہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب آج بتاریخ 1.2.02 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری ذاتی جائیداد کچھ نہیں ہے۔ آبائی جائیداد میں ایک قطعہ زمین 7.5 مرلہ ہے جو چار بھائیوں میں مشترکہ ہے۔ ابھی اس کی تقسیم عمل میں نہیں آئی۔ (۲) ایک ٹریکٹر جو دو بھائیوں میں مشترکہ ہے میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا ہوں۔ میں انجمن احمدیہ میں ملازمت کرتا ہوں جہاں سے مجھے بطور تنخواہ -/2290 روپے مع الاؤنس ملتے ہیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تازیست اپنی آمد 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ نیز آئندہ اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔ ربّنا تقبّل منّا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
ریحان احمد ظفر — لقمان احمد ظفر — محمد انور احمد

وصیت نمبر 152560

میں قدسیہ روحی زوجہ مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد نائک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالبہ علم عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن موضع کوریل ڈاکخانہ آسنور ضلع اننتناگ صوبہ کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1.9.03 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر

میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے منقولہ جائیداد کی تفصیل اس طرح ہے۔

(ا) حق مہر بذمہ خاوند-/1,40,000 روپے (ایک لاکھ چالیس ہزار روپے) (۲) زیور طلائی چوڑیاں طلائی 2 عدد انگوٹھیاں 6 عدد۔ہار 3 عدد کانٹے 3 جوڑی، ٹاپس 3 جوڑے، چین 2 عدد۔کل وزن 170 گرام اندازاً قیمت-/70,000 روپے۔

میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/1000 روپے ہے۔میں اس وقت M.Phil کر رہی ہوں اور محکمہ تعلیم کی طرف سے بعد معاوضہ رخصت پر ہوں متوقع ملازمت ملتے ہی اس کے مطابق حصہ آمد ادا کروں گی اور مجلس کارپرداز قادیان کو اس کی اطلاع کروں گی۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت ماہ نومبر 2003ء سے نافذ کی جائے۔ربّنا تقبّل منّا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد | الامۃ | گواہ شد

ڈاکٹر اعجاز احمد نائک | قدسیہ روحی | جاوید اقبال چیمہ

وصیت نمبر 15261

میں طاہر احمد حافظ آبادی ولد مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16.10.03 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔اس وقت میری کل منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:

میری اس وقت غیر منقولہ جائیداد میں ہرچوال روڈ پر ایک مرلہ زمین ہے جس کی مالیت اندازاً -/15000 روپے ہے۔اس کا خسرہ نمبر (1 مرلہ-0) 66R/10/2/1۔کوئی منقولہ جائیداد نہیں ہے۔طالب علم ہوں۔والدین بفضلہٖ تعالیٰ بقید حیات ہیں۔جیب خرچ کے طور پر ماہانہ مبلغ-/300 روپے والدین کی طرف سے ملتے ہیں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام (1/10) اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ربّنا تقبّل منّا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد | العبد | گواہ شد

منیر احمد حافظ آبادی | طاہر احمد حافظ آبادی | سید تنویر احمد

وصیت نمبر 15262

میں شاہدہ رحمٰن زبدہ ولد مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری قوم احمدی پیشہ امور خانہ داری عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 14-8-03 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

میری اس وقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے۔جائیداد منقولہ کی تفصیل درج ذیل ہے: طلائی لاکٹ وطلائی انگوٹھی وزن 16-19 گرام قیمت موجودہ-/10920 روپے۔خاکسارہ مطلقہ ہے مہر بذمہ خاوند تھا جو وصول نہ ہوا تھا کہ خلع ہوگئی۔فی الحال میرا گزارہ والدین کے ذمہ ہے البتہ دستکاری وغیرہ سے کچھ آمد پیدا کر لیتی ہوں جس کو معین نہیں کیا جاسکتا۔البتہ ماہوار-/400 روپے آمد پر ماہوار 1/10 حصہ آمد کراتی رہوں گی۔اس کے علاوہ مزید کوئی جائیداد یا آمد ہوگی تو اس کی اطلاع دیتی رہوں گی۔یہ وصیت تاریخ وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔ربّنا تقبّل منّا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد | الامۃ | گواہ شد

محمد انعام غوری | شاہدہ رحمٰن زبدہ | بشارت احمد حیدر

وصیت نمبر 15264

میں سویر حسین ولد مکرم برسات علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 31 سال تاریخ بیعت 2000ء ساکن سوانا ڈاکخانہ سوانا

ضلع جھجھر صوبہ ہریانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4.2.03 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) زمین چار صد گز بمقام بھوانی شہر ہریانہ خسرہ 9/383 اسی طرح زمین چھ صد گز بمقام سوہانی ضلع بھوانی ہریانہ خسرہ 99/19-20/1 اور زمین 1300 گز بمقام سوہانی ضلع بھوانی ہریانہ خسرہ 20/1 مذکورہ ہم چھ بھائیوں اور والدہ میں مشترک ہے۔

(۲) ایک مکان پختہ بمقام سوانہ ڈاکخانہ سوانا ضلع جھجھر میں پلاٹ 424/550/494 یہ میرا ذاتی مکان ہے جو 150 گز میں ہے۔

خاکسار کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے تعلیمی وظیفہ ملتا ہے جو ماہانہ مبلغ -/1300 روپئے ملتا ہے میں اس کا 1/10 حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی آمد یا جائیدا پیدا کروں گا تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت ماہ فروری 2003ء سے نافذ العمل ہوگی۔ ربّنا تقبّل منّا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد

منیر احمد خادم — سوبیر حسین — رفیق احمد خان

وصیت نمبر 15265

میں احمد خیری ولد سیمن بن اسماعیل پیشہ طالب علم عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت یکم اپریل ۱۹۹۹ ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7.6.03 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ والدین احمدی نہیں ہیں اس لئے آبائی جائیداد سے حصہ لینے کی امید نہیں ہے۔ اگر مجھے کوئی حصہ ملے گا تو اس کی اطلاع دفتر مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ نیز اگر آئندہ کبھی کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع دفتر مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

خاکسار اس وقت طالب علم ہے -/500 روپے ماہوار پر چندہ حصہ آمد ادا کرتا رہوں گا۔ نیز آئندہ جو بھی آمد ہوگی اس کی اطلاع دفتر مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت 1.6.03 سے نافذ العمل کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد

نعیم احمد ڈار — احمد خیری — بشیر احمد قادیان

وصیت نمبر 15266

میں شیخ غلام الدین احمد ولد شیخ جبار الدین قوم شیخ پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلّہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ میں آج مورخہ 22/10/03 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ والدین حیات ہیں جب بھی کوئی جائیداد ملے گی اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گا۔ میں اس وقت جامعہ احمدیہ کا طالب علم ہوں۔ میرا جیب خرچ ماہانہ -/300 روپے ہے۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد

محمد انور احمد — شیخ غلام الدین احمد — شریف احمد

وصیت نمبر 15267

میں طاہر احمد شاہ ولد مولوی غلام احمد شاہ قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 49 سال پیدائشی احمدی ساکن ماندوجن ڈاکخانہ گڑھی پورہ ضلع پلوامہ صوبہ کشمیر۔ میں آج مورخہ 19.11.03 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج

کردی گئی ہے۔ایک مکان چھ مرلہ زمین پر دومنزلہ ماندوجن کشمیر میں ہے جس کا خسرہ نمبر 515/202 ہے جس کی موجودہ اندازاً قیمت دولاکھ روپے ہوگی۔محترم والد صاحب مرحوم کی جائیداد سے حصہ ابھی معین نہیں ہوا جو جائیداد میرے حصہ میں آئے گی اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دوں گا۔محترمہ والدہ صاحبہ بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں۔ان کی جائیداد سے بھی جو حصہ ملے گا اسکی بھی اطلاع دوں گا۔

میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہانہ 5441 روپے ہے۔میری اصل تنخواہ 5941 روپے ہے۔مبلغ 500 روپے اس میں سے G.P فنڈ کٹتا ہے جب یہ اکٹھا ملے گا اس پر حصہ آمد ادا کروں گا۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر منظوری ماہ دسمبر 03 سے وصیت نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
غلام رسول بانڈے	طاہر احمد شاہ	جاوید اقبال چیمہ

وصیت نمبر 15268

میں محمد ارشد ولد محترم محمد شفیع صاحب درویش مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 33 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 1.4.03 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔میری اس وقت منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔

اس وقت میں صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہوں۔جس سے ماہوار -/2876 روپے آمد بصورت تنخواہ مع الاونس ہے۔میں تازیست اپنی آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔نیز آئندہ اگر کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اُس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔میری وصیت 1.4.03 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد انور احمد	محمد ارشد	وحید الدین شمس

وصیت نمبر 15260

میں روضیہ خاتون زوجہ سلطان الدین صلاح کبیر قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 28 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 2.12.03 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔زیور طلائی سیٹ 12.600 گرام قیمت -/6000 بعوض حق مہر 6100/ روپے تھا۔زیور طلائی ایک انگوٹھی + دو جوڑی بالیاں وزن 13 گرام قیمت -/6400 روپے۔زمین 5 مرلہ آبائی جائیداد سے ننگل میں واقع ہے خسرہ نمبر 6R/2-9/1 کل زمین 30 مرلہ ہے اس میں میرا حصہ 5 مرلہ ہے۔قیمت -/40,000 روپے ہوگی۔

میرا جیب خرچ ماہانہ -/300 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی۔اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
سلطان صلاح الدین کبیر	رضیہ خاتون	محمد انور احمد قادیان

وصیت نمبر 15270

میں سلطان صلاح الدین کبیر ولد مکرم عبد المطلب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 2.12.03 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

غیر منقولہ جائیداد ذاتی ساڑھے چھ مرلہ واقع ترکھاناوالی خسرہ نمبر 80R/9/2 ,143/216 کھتونی جسکی قیمت اندازاً -/52000 روپے ہوگی۔

مکان مشترکہ واقع پرانا جلسہ گاہ تقریباً 4 مرلہ جسکی قیمت اندازاً ڈیڑھ لاکھ روپے ہوگی۔ یہ مکان ہم پانچ بھائیوں میں مشترکہ ہے۔ مکان کی زمین رجسٹرڈ نہیں ہے۔

میرا گذارہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ قادیان ماہانہ 3188 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد

سفیر احمد شمیم — سلطان صلاح الدین کبیر — محمد انور احمد

وصیت نمبر 15271

میں سید محمد سلیمان ولد سید لیاقت حسین مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ وظیفہ یاب عمر 62 سال پیدائشی احمدی ساکن محلّہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

میری اس وقت منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ آبائی جائیداد سے 30 ہزار روپے نقد ملے تھے گو کہ اس رقم کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کردیا ہوں۔ لیکن اس پر اپنا حصہ وصیت ادا کروں گا۔

میرا گذارہ وظیفہ صدر انجمن احمدیہ ماہانہ 1200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد

محمد انور احمد — سید محمد سلیمان درویش — منیر احمد حافظ آبادی

وصیت نمبر 15272

میں اظہر احمد خادم ولد ظہیر احمد خادم قوم احمدی پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ قادیان عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب میں آج مورخہ 5/11/03 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

خاکسار کی اسوقت کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں ہے اس وقت خاکسار صرف صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہے اور ماہانہ مبلغ -/2650 روپے ملتے ہیں اسکے علاوہ خاکسار کی کوئی زائد آمد نہیں ہے۔ اگر کبھی کوئی زائد آمد ہوئی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرنے کا پابند ہوں گا۔ میری آمد ماہانہ -/2650 روپے ہے۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد

محمد انور احمد — اظہر احمد خادم — قریشی انعام الحق

ایک احمدی سائنسدان کو خصوصی اعزاز

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ مکرم ڈاکٹر سیّد بشارت احمد صاحب ریجنل امیر کولون جرمنی کو اُن کے تحقیقی مقالہ جات اور سائنسی تحقیق کی کاوشوں کے اعتراف میں (Indian Association for Advancement of Vaterinary Research) کی طرف سے چوتھے انڈین ویٹرنری کانگریس اور IAAVR کی بارہویں سالانہ کانفرنس IVRI بریلی میں ایک پُر وقار تقریب میں مورخہ ۲۷ فروری ۲۰۰۸ء کو مرکزی وزیر برائے زراعت حکومت ہند نے ایوارڈ سے نوازا۔ اس موقعہ پر ہندوستان کی دس یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر اور میڈیا کے نمائندے موجود تھے۔

مکرم ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب نے ۱۹۸۹ء میں ہریانہ ایگریکلچرل یونیورسٹی سے M.V.Sc میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی اور اس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی جاری کردہ تعلیمی سکیم کے تحت جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۰ء کے موقع پر پہلا گولڈ میڈل حاصل کیا۔ پھر مزید تعلیم کے لئے جرمنی تشریف لے گئے اور ویٹرنری میڈیسن میں Ph.D کی ڈگری حاصل کی۔ موصوف پوسٹ ڈاکٹریٹ ریسرچ کے علاوہ متعدد بین الاقوامی سائنسی کانفرنسوں اور جرائد میں اپنے سائنسی مقالہ جات پیش کر چکے ہیں۔ مثلاً جرمنی، انگلینڈ، ہالینڈ، کینیڈا، آسٹریا، بلجیم اور لکسمبرگ وغیرہ۔

آٹھ سے زائد بین الاقوامی سائنسی تنظیموں کے مستقل ممبر ہیں۔ اپنی فیلڈ کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آرٹس۔ سائنس اور لاء کی گریجویشن بھی حاصل کی ہے۔

ایوارڈ ملنے کی خبر کو انڈیا کے میڈیا نے کوریج (Coverage) دی اور صوبہ اتر پردیش، جموں و کشمیر کے اخبارات نے بھی اس خبر کو نمایاں اور جلی الفاظ میں شائع کیا۔

اس مبارک موقع پر سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے بھی مبارک باد اور دعاؤں سے بھرا خط ملا۔ اسی طرح مکرم امیر صاحب جرمنی اور بہت سے دیگر بزرگان اور احباب جماعت نے تہنیاتی پیغام بھجوائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے اور مزید اعزازات کا پیش خیمہ بنائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو آپ کے حق میں بھی قبول فرمائے۔ آمین۔

ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب کشمیر (انڈیا) کے معزز احمدی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے دادا حضرت سیّد سیف اللہ شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی تھے۔ آپ کے والد مکرم سید محمد شاہ سیفی صاحب بھی مستجاب الدعوات بزرگ تھے اور کشمیر کی معزز اور معروف شخصیت تھے۔

(اعانت مشکوۃ-/1000 روپئے)

نمایاں اعزاز

مکرم طاہر احمد صاحب بدر رکن مجلس خدام الاحمدیہ قادیان نے گزشتہ سال گرونانک دیو یونیورسٹی امرتسر سے فرسٹ ڈویژن میں ایم۔اے اردو کی ڈگری حاصل کی۔ اس موقع پر مورخہ ۸ رمارچ کو ایک خصوصی تقریب میں جناب جے۔ایف۔جیکب صاحب سابق گورنر پنجاب نے مکرم موصوف کو سند کامیابی سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے اور ہر لحاظ سے موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین

(اعانت مشکوۃ مبلغ ۳۰۰ روپئے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ)